اللہ

وَجَعَلُوا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

''اور انہوں نے اللہ کے بعض بندوں کو اس کا جز ٹھہرا دیا یقیناً انسان کھلم کھلا ناشکرا ہے۔''

نظریۂ توحید وجودی

اور

ڈاکٹر اسرار احمد

از

شیخ الحدیث ابو زکریا عبد السلام رستمی حفظہ اللہ
ابو محمد شیخ امین اللہ البشاوری حفظہ اللہ
شیخ الحدیث ابو عمر عبد العزیز النورستانی حفظہ اللہ
شیخ الحدیث ارشاد الحق الاثری حفظہ اللہ

ڈاکٹر اسرار صاحب کا

نظریۂ توحید الوجودی

اور اس کا شرعی حکم

اعداد

ڈاکٹر سیّد شفیق الرحمٰن

ناشر

منبر التوحید والسنة

40/A نور الحق کالونی، بہاول پور

نام رسالہ	....	ڈاکٹر اسرار صاحب کا نظریہ توحید الوجودی اور اس کا شرعی حکم
تفصیلی مقالہ	....	شیخ الحدیث ابو عمر عبد العزیز النورستانی حفظہ اللہ
	....	ابو محمد شیخ امین اللہ البشاوری حفظہ اللہ
مختصر فتویٰ	....	شیخ الحدیث ابو زکریا عبد السلام رستمی حفظہ اللہ
تائید:	....	شیخ الحدیث ارشاد الحق الاثری حفظہ اللہ
	....	شیخ الحدیث رفیق الاثری حفظہ اللہ، نائب شیخ الحدیث اللہ یار حفظہ اللہ
	....	شیخ الحدیث حافظ محمد شریف حفظہ اللہ
	....	شیخ الحدیث عبد الرحمٰن شاہین حفظہ اللہ
تعداد	....	1000
قیمت	....	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی ابتداء غربت اور اجنبیت کی حالت میں ہوئی پھر ویسی حالت طاری ہو جائے گی۔ پس خوشخبری ہے غریب اور اجنبی لوگوں کے لیے۔ [1] چنانچہ جب اسلام کی ابتداء ہوئی تو یہ اپنے مخصوص نظریات کی وجہ سے اجنبی تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی پورے معاشرے میں اجنبی بن کر رہ گئے تھے۔ آج اسلام بعینہ اسی مقام پر آن کھڑا ہے۔ آسمانی اسلام کی بجائے مسلمانوں کی اکثریت کے اندر اسلام کی عوامی تعبیر کا سکہ چلتا ہے، کتاب وسنت سے ہمارا رشتہ ٹوٹ چکا ہے اور مسلمانوں کی اکثریت غیر اسلامی نظریات کے ملبے تلے دفن ہو چکی ہے۔ توحید اسلام کا بنیادی اور اہم ترین عقیدہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات اور احکامات میں ہر طرح کی شراکت سے مبرا ہے۔ آج اسلام کے دعویداروں کی اکثریت توحید باری تعالیٰ کو چھوڑ کر شرک و کفر میں مبتلاء ہو چکی ہے۔ شرک و کفر پھیلنے کی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ محی الدین ابن عربی کا فلسفہ وحدۃ الوجود ہے۔ اس کی وجہ سے اسلام میں الحاد کے دروازے کھلے، کشف و کرامات کے بے سند واقعات نے اسلام کی بنیادوں پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ قرآن وسنت کے علم کو ''علم ظاہری'' کہہ کر علم اور علماء کا مذاق اڑایا گیا۔ طریقت کے نام پر شریعت کے مقابلے میں ایک نیا دین گھڑا گیا۔ شریعت کی تحقیر اور اسے طریقت سے کمتر سمجھنے کا رجحان عام ہوا۔ من گھڑت موضوع روایات نے نظریہ توحید میں شک پیدا کر دیا۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((فمن اضرها على الاسلام الفرقه القائلة بوحدة الوجود.)) [2]

---

[1] مسلم: ١٤٥ [2] كتاب بغية المرتاد، بمطبعة كردستان العلميه بمصر القاهره ١٣٢٩ء ص ٤.

''اسلام میں جتنے باطل مکاتب فکر موجود ہیں۔ان میں سے جس نے اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔وہ (ابن عربی کا نظریہ) وحدۃ الوجود ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ان اجنبی لوگوں کو خوشخبری دی ہے جو کفر وشرک کی آندھیوں کے تھپیڑوں میں کلمہ توحید کو بلند کریں گے اور الحمد للہ علمائے کرام ہر دور میں ان باطل نظریات کا رد کرتے آئے ہیں خصوصا جب امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہونہار شاگرد امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے محسوس کیا کہ ابن عربی کی شخصیت بہت سے علماء کے لیے فتنے کا باعث بنی ہوئی ہے اور انہوں نے وحدۃ الوجود جیسے کفر کو ابن عربی کی وجہ سے قبول کر لیا ہے تو انہوں نے نہ صرف وحدۃ الوجود کا ردّ کیا بلکہ ابن عربی کو بھی گمراہ ثابت کیا۔یہی طرز عمل شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم منہج علماء کا ہے۔

افسوس اس بات پر ہے کہ پاک و ہند میں بہت سے توحید کے دعویدار بھی وحدۃ الوجود کے کفر میں ملوث ہیں۔سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

''یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس کا اثر ابن عربی کے زمانہ کے بعد اتنا ہمہ گیر بلکہ عالم گیر تھا کہ کہا جا سکتا ہے کہ صوفیہ،فلاسفہ اور شعراء میں نوے فیصد اس کے قائل یا اس سے مرعوب ہو کر اس کے ہم نواء بن گئے ہیں۔'' [1]

تصوف کے شرکیہ عقائد کو اس لیے بھی اسلامی سمجھا گیا کہ ان کی نسبت ان لوگوں کے ساتھ ہے جو یہاں مشاہیر امت کے طور پر پہچانے جاتے ہیں۔ان مشرکانہ نظریات کو اگر ان ہستیوں سے علیحدہ کر دیا جائے تو یہاں ان نظریات کا انکار کرنے والوں کی کمی نہیں ہے مگر جونہی یہ نظریات ان شخصیات کے نام سے سامنے آتے ہیں تو کئی ایک توحید کے دعویدار بھی انتہائی بودی تاویلات کا سہارا لے کر ان باطل نظریات کی تائید کرنا شروع کر دیتے ہیں لہٰذا آج ان نظریات کے خلاف قلمی جہاد کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔تاکہ وہ لوگ جو ان مشاہیر کے شاندار اسلامی کارناموں کی وجہ سے ان سے وابستگی کو شجر سلف سے پیوستگی گردانتے

[1] تاریخ دعوت و عزیمت، ج٤، ص٢٧٥.

ہوئے انہیں مسلمانوں کے لیے نمونہ قرار دیتے ہیں باخبر ہو جائیں کہ ان کی آڑ لے کر شرک معاشرہ میں بہت سوں کو گمراہ کر چکا ہے۔لہٰذا جب تک علمی حقائق کے ساتھ وحدۃ الوجود کو منہدم نہ کیا جائے عصر حاضر میں نظریہ توحید کا اچھی طرح تحفظ نہیں ہو سکتا۔

اسی خیر خواہی کے جذبہ کے تحت میں نے ڈاکٹر اسرار احمد (جو موجودہ دور میں ابن عربی کے علمی اور روحانی مقام کے زبردست قائل ہیں) کی وحدۃ الوجود پر مبنی تحریروں کو علماء حقہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ نئی نسل اس شرکیہ نظریہ کو اپنانے سے بچ جائے جو دین کے نام پر بہت سے صوفیا میں توپا یا جا رہا ہے جبکہ کتاب وسنت کی پاکیزہ تعلیمات کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ڈاکٹر اسرار احمد کا قائم کردہ ادارہ انجمن خدام قرآن سندھ کراچی مطالعہ قرآنِ حکیم کا منتخب نصاب حصہ ششم شائع کر رہا ہے جس میں وحدۃ الوجود کے شرکیہ عقیدہ کا کھل کر اظہار ہے اسی طرح اسرار صاحب کی سورۃ الحدید کی تفسیر کی آڈیو، ویڈیو، سی ڈی، کیسٹ اور کتاب کی تشہیر واشاعت مکتبہ خدام القرآن لاہور کر رہا ہے۔جس میں وحدۃ الوجود کا کفریہ عقیدہ موجود ہے۔

الحمد للہ علمائے کرام نے ڈاکٹر اسرار احمد کی تحریرات کا خوب رد کیا۔اور ڈاکٹر اسرار کے اس نظریہ کو بے نقاب کر کے ثابت کیا کہ کتاب وسنت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔لہٰذا اس عقیدہ کو ماننے والے اللہ کے حضور توبہ کریں اور توحید کے تصور سے آشنا ہو کر اپنی عاقبت کو سنواریں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ 17 نومبر 2008 بروز پیر کو ہماری طرف سے کچھ دوست ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے بیٹے عاکف سعید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علمائے کرام کے یہ جوابات ڈاکٹر صاحب کے بیٹے کے حوالے کر دیئے تاکہ وہ اس تحریر کو احسن انداز سے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں پیش کریں۔شاید کہ وہ رجوع فرما کر اپنے لئے اور اپنے ان ساتھیوں کے لئے جو ان نظریات کو صرف ڈاکٹر صاحب کے ساتھ متعلق ہونے کی وجہ سے باطل نہیں کہہ پاتے، بھلائی ومغفرت کا سبب بنیں۔چونکہ ڈاکٹر صاحب کی دعوت عمومی طور پر

قرآن فہمی اور توحید کی دعوت ہی تھی اور بہت سے مسلمانوں کو اس دعوت نے شرک و بدعت و خرافات سے توحید کی طرف نکالا اسلئے ان کے ساتھی جن میں صالحین کی کثرت ہے اور وہ خود اس بات کے سب سے زیادہ مستحق نظر آئے کہ ان کو اس انتہائی ہلاکت خیز نظریہ سے خبردار کردیا جائے۔ خاص کر جب اسے تنظیم اسلامی کے نصاب میں بھی شامل کردیا گیا ہے اور ڈاکٹر صاحب کی سورۃ الحدید کی تفسیر میں بھی شرح و بسط اس کا بیان موجود ہے۔ پھر شخصیت کی محبت و تعظیم ان میں سے کئی ایک کو اس عقیدہ کو شرک قرار دینے سے روکے ہوئے ہے۔ اگر وہ اسے شرک مان بھی لیتے ہیں تو یہ کہا کرتے ہیں کہ یہ ڈاکٹر صاحب کا فلسفہ ہے عقیدہ نہیں۔ ہم نے تقریباً ایک سال انتظار کیا اور ڈاکٹر صاحب کے رجوع کرنے کی دعائیں کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آن پہنچا اور وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

میرا سوالنامہ اور علمائے کرام کے جوابات قارئین کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ابن عربی اور ان سے متاثر قائلینِ وحدۃ الوجود کی تحریرات اتنی بدنام ہو جائیں کہ کسی سلیم الفطرت کا ان کتب سے متاثر ہو کر گمراہ ہونے کا کوئی امکان ہی باقی نہ رہے۔ آمین یا رب العالمین۔

ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توحید وجودی کے متعلق
علمائے اہل سنت سے ایک سوال

الحمد للّٰہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللّٰہ

محترم ومکرم جناب علمائے کرام حفظہم اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب پاکستان کے معروف مفسر قرآن ہیں۔مسلمانوں کا ایک بڑا حلقہ ان کے دروس قرآن سے مستفید ہوتا ہے۔ڈاکٹر صاحب نے سورۃ الحدید کی تفسیر بیان کی اور ان کے ساتھی حافظ خالد محمود خضر صاحب نے کیسٹوں کی مدد سے اس تفسیر کو شائع کیا اور شائع شدہ تفسیر ''اُمُّ المُسَبِّحات یعنی سورۃُ الحدید کی مختصر تشریح'' (از: ڈاکٹر اسرار احمد۔ مرتب: حافظ خالد محمود خضر۔ مکتبہ خدّام القرآن لاہور، 36- کے ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 03-5869501۔ طبع اوّل جون 2005) کی تقدیم خود ڈاکٹر اسرار صاحب نے کی۔ انہوں نے سورۃ الحدید کی تفسیر میں ''هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ'' کی تشریح کرتے ہوئے جہاں کائنات کے عین اللہ ہونے کی نفی کی وہیں اس کائنات کے غیر اللہ ہونے کا بھی انکار کیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ماہیت کے اعتبار سے خنزیر، کتا، ابلیس اور فرعون تک کے غیر اللہ ہونے کی (معاذ اللہ) نفی ہوگئی۔ ابن عربی کے حوالے سے ڈاکٹر اسرار صاحب نے اس نظریہ کو قبول کیا اور خود ہی ان مسئلوں کو مشکل ترین قرار دیا اور یہ اجازت دی کہ آپ چاہیں تو توحید وجودی اور وحدت الوجود کو دماغ کا خلل قرار دیں لیکن اسے کفر وشرک نہ کہیں۔ (ص:61)

گزارش ہے کہ آپ مسلمانوں کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمائیے کہ کیا ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا بیان کردہ فلسفہ، کفر وشرک ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

خالق اور مخلوق یعنی کائنات میں باہم نسبت کیا ہے؟اس فلسفہ کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب درج ذیل نظریات کا رد کرتے ہیں:

۱۔ ہندو فلاسفی جو خالق اور مادّہ دونوں کو قدیم مانتے ہیں۔

۲۔ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ، مادہ اور روح تینوں کو قدیم مانتے ہیں۔

۳ کچھ لوگوں نے یہ ربط یوں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ ہی نے اس کائنات کا روپ دھار لیا ہے جیسے برف پگھل جائے تو پانی بن جاتا ہے، چنانچہ اس نظریے کی رو سے یہ کائنات ہی خدا ہے۔اس سے بڑا شرک اور کیا ہوگا یہ ہمہ اوست کا نظریہ ہے۔(صفحہ:۵۲)

ان فلسفوں کو رد کرنے کے بعد انہوں نے ''توحیدِ وجودی'' کا نظریہ پیش کیا۔ڈاکٹر اسرار نے توحید وجودی سمجھانے کے لئے جو کچھ بیان کیا اس کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمایئے:

اس کی بہترین تعبیر مناظر احسن گیلانی نے اپنی کتاب ''الدین القیم'' میں کی ہے:

'' خالق اور مخلوق میں نسبت کو یوں سمجھئے کہ کسی شے کا تصور اپنے ذہن میں قائم کیجیے۔فرض کیجیے آپ نے تاج محل دیکھا ہے۔اب آپ تاج محل کا تصور اپنے ذہن میں لایئے۔آپ کے ذہن میں یہ تصور آپ کی توجہ سے قائم ہے۔ جب تک آپ کی توجہ مذکور رہے گی۔یہ تصور ذہن میں رہے گا۔جیسے ہی توجہ ہٹے گی اس کا کوئی وجود باقی نہیں رہے گا۔وہ ختم ہو جائے گا۔ یہ جو آپ کی ذہنی تخلیق ہے آپ ہی اس کے نیچے بھی ہیں،اوپر بھی،اول بھی ہیں اور آخر بھی۔اس کا اپنا تو کوئی وجود ہے ہی نہیں۔وجود تو درحقیقت آپ کا ہے۔ یہ آپ کا ایک تصور ہے جو آپ نے اپنے ذہن کے اندر تخلیق کیا ہے۔بالکل یہی تعلق ہے اس کائنات اور خالق کا۔ یہ کائنات کوئی علیحدہ شے نہیں ہے گویا اس کا اپنا کوئی وجود نہیں ہے۔''

اب اسی توحید وجودی کی ایک اور تعبیر شیخ احمد سرہندی نے کی کہ یہ کائنات ہمیں نظر تو

آ رہی ہے لیکن حقیقت میں اس کا وجود نہیں ہے ۔ وجود ایک ہی ہے وہ اللہ کا وجود ہے ۔ انہوں نے اس کی مثال یہ دی ہے کہ آپ ایک لکڑی لے کر اس کے ایک سرے پر کوئی کپڑا باندھ دیں اور مٹی کا تیل ڈال کر دیا سلائی سے آگ لگا دیں تو اب ایک مشعل آپ کے ہاتھ میں ہے اسے ایک دائرے میں تیزی سے حرکت دیجئے تو دیکھنے والے کو ایک آتش دائرہ نظر آئے گا۔ جب کہ دائرے کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں ۔

ہر چند کہیں کہ ہے ، نہیں ہے

وجود تو صرف اس ایک شعلہ جوالہ کا ہے، باقی حرکت کی وجہ سے بہت کچھ نظر آ رہا ہے جو فی الواقع موجود نہیں ۔ اسی کو کہا گیا ہے۔

کل ما فی الکون وھم او خیال
او عکوس فی المرایا او ظلال

یعنی اس کائنات میں جو کچھ نظر آ رہا ہے، یہ حقیقی نہیں ہے، اس کی حقیقت تو بس وہم اور خیال کی ہے یا بس اتنی ہی ہے جیسے سائے ہوتے ہیں یا جیسے آئینہ میں عکس ہوتا ہے۔

وجود تو اس شے کا ہے جس کا عکس ہے۔ خود عکس کا کوئی وجود نہیں تو حقیقی وجود صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ یہ نظریہ وحدت الشہود ہے۔ اس میں یہ بات ماننی پڑے گی کہ یہ کائنات جو نظر آ رہی ہے حقیقی وجود کی حامل نہیں بقول غالب:

ہستی کے مت فریب میں آ جائیو اسد
عالم تمام حلقہ دام خیال ہے

توحید وجودی کی ایک دوسری تعبیر بھی ہے جو ابن عربی نے کی ہے[1]۔ یہ بہت زیادہ دقیق تعبیر ہے اس لیے کہ Pantheism اور ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود میں بہت باریک فرق ہے جسے عام انسان کے لیے ملحوظ رکھنا آسان نہیں ہے۔ ابن عربی کا نظریہ یہ ہے کہ خالق اور کائنات کا وجود تو ایک ہی ہے۔ ماہیت کے اعتبار سے کائنات عین وجود باری تعالیٰ ہے۔ لیکن جہاں تعین ہو جاتا ہے وہاں وہ غیر ہو جاتا ہے۔

شیخ احمد سرہندی گیارھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم ہیں ۔جبکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بارہویں صدی ہجری کے مجدد اعظم ہیں ۔ان کے مابین قریباً ایک سو سال کا فرق ہے شاہ ولی اللہ دہلوی نے اس ضمن میں جو فیصلہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ ابن عربی کا نظریہ وحدت الوجود اور شیخ احمد سرہندی کے نظریہ وحدت الشہود کے مابین صرف تعبیر کا فرق ہے ۔حقیقت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ۔ اور اسے خود شاہ صاحب نے توحید وجودی سے تعبیر کیا ہے ۔ یعنی وجود حقیقی ایک ہی ہے اور وہ اللہ کا ہے لیکن جہاں کسی شے کا علیحدہ تشخص ہوگیا وہ اللہ کا غیر ہے ،وہ خدا نہیں ہے ۔تاہم ماہیت وجود خالق اور مخلوق کے درمیان ایک مشترک قدر کی حیثیت رکھتی ہے یہ ہے وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا نظریہ جسے شاہ ولی اللہ نے ''توحید وجودی'' سے تعبیر کیا ہے اور اسی کی تعبیر لا معبود الا اللہ اور بلند تر سطح پر لا مقصود الا اللہ، لا مطلوب الا اللہ اور لا محبوب الا اللہ ہے مزید اوپر جا کر اسی کی تعبیر لا موجود الا اللہ سے کی جاتی ہے یعنی اللہ کے سوا وجود حقیقی اور کسی کا نہیں ، وجود حقیقی صرف اللہ کا ہے البتہ جیسے سمندر کے اوپر بننے والی لہریں اگرچہ الگ نظر آتی ہیں لیکن درحقیقت وہ سمندر ہی کا حصہ ہیں اسی طرح وجود بسیط خالق اور مخلوق کے درمیان مشترک ہے البتہ جب کوئی وجود معین ہو کر کوئی شکل اختیار کر لیتا ہے تو وہ خالق کا غیر ہو جاتا ہے یہاں سے یہ شے ہمہ اوست سے الگ ہو جاتی ہے۔ (صفحہ:۵۵)

اس کے بعد ڈاکٹر اسرار صاحب وحدت الوجود کے بارے میں اپنا موقف یوں بیان کرتے ہیں:

> ''شیخ ابن عربی کے بارے میں میں عرض کر چکا ہوں کہ جہاں تک حقیقت و ماہیت وجود کے بارے میں ان کی رائے کا تعلق ہے میں اس سے متفق ہوں اور میرا مسلک بھی وہی ہے ۔'' (صفحہ:۹۱)

یہ سلسلہ کون و مکان اللہ تعالیٰ کے ایک امر ''کُنْ'' کا ظہور ہے ''کُنْ'' کیا ہے؟ کلام ہے، کلمہ ہے اور کلام متکلم کی صفت ہوتا ہے گویا کہ حرفِ ''کُنْ'' اللہ کی صفت ہے اور صفت

کے بارے میں متکلمین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ "لا عین و لا غیر" اس کا منطقی نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ یہ کائنات نہ اللہ کا عین ہے اور نہ غیر ہے۔ اور یہی بات ہے جو شیخ ابن عربی کہہ رہے ہیں: من وجهٍ عین و من وجه آخرِ غیرٌ کہ ایک اعتبار سے یہ عین ہیں اور ایک اعتبار سے غیر ہیں۔ ماہیت وجود میں اتحاد ہے لیکن جہاں بھی تعین ہوگا اور مختلف چیزوں کا وجود مان لیا جائے گا تو وہ اللہ کا غیر ہے۔ یہی مسلک ابن عربی کا ہے اور اس مسئلہ میں میری یہی توجیہہ ہے۔ (صفحہ:۹۴)

پھر لکھتے ہیں: لیکن جو حقیقت ہے وہ ہمہ اوست کی وہ تعبیر ہے جو خود شیخ ابن عربی نے کی ہے یعنی وحدت الوجود۔ ہمہ اوست اور وحدت الوجود کے درمیان ایک باریک فرق ہے جو اگر ملحوظ نہ رہے تو بڑا خطرہ ہے۔ ذرا سی اگر بے احتیاطی ہو جائے تو انسان کفر و شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے چنانچہ یہ راستہ بہت خطرناک ہے۔ اور ویسے بھی اول تو اس حد تک رسائی بہت کم لوگوں کی ہوتی ہے پھر اگر کوئی پہنچ بھی جائے تو اسے یہ احساس ہضم کرنا بہت مشکل ہے۔

مجھے سلطان باہو کا وہ مصرعہ یاد آ رہا ہے کہ:

جان پھلّن تے آئی ہو!

واقعہ یہ ہے کہ جب انسان کو وحدت الوجود کا احساس ہوتا ہے تو وہ اپنے اندر ایک ایسی کیفیت محسوس کرتا ہے کہ اس کو ضبط میں لے آنا اور اپنی شخصیت کو اپنے مقام پر برقرار رکھنا آسان کام نہیں ہے۔ پھر یا تو وہ ہوگا جو منصور الحلاج اور سرمد کے ساتھ ہوا تھا کہ انہوں نے انا الحق کا نعرہ لگا دیا یا ایک اور بڑی پیاری کیفیت (کا طاری ہونا) ہے جس کا شیخ سعدی نے بڑے خوبصورت الفاظ میں ذکر کیا ہے:

آن را کہ خبر شد خبرش نیامد

"کہ جو شخص یہاں تک پہنچ گیا تو پھر اُس کی خیر نہیں۔"

یعنی پھر وہ خاموش ہو جائے گا کیونکہ زبان کھولنے میں خطرہ ہے، اندیشہ ہے۔ (صفحہ:۸۰)

اب آپ سے گزارش ہے، کہ آپ اللہ کی خاطر دین حقہ کی وضاحت کرتے ہوئے رہنمائی کیجیے کہ ڈاکٹر اسرار احمد نے مناظر احسن گیلانی ،شیخ احمد سرہندی، ابن عربی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حوالے سے جو کچھ لکھا اور وحدت الوجود کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے اپنا جو موقف بیان کیا ہے کیا وہ فلسفہ کفر وشرک ہے یا نہیں؟

ڈاکٹر اسرار صاحب اس تفسیر میں یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ منبر پر کھڑے تقریر کر رہے تھے اور ان لوگوں کی نفی کرتے ہوئے ایک ایک سیڑھی کر کے نیچے اترے اور کہا کہ اللہ ایسے اترتا ہے جیسے میں اترا ہوں ۔کیا واقعی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہی موقف تھا تو انہوں نے کس کتاب میں اپنے اس عقیدے کا اظہار کیا؟

جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں!

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

العبد العاجز

ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن

توحید وجودی صریح الحاد، قبیح کفر اور رب تعالیٰ کا انکار ہے

فضیلۃ الشیخ ابو عمر عبد العزیز النورستانی حفظہ اللہ

۶/۷/۱۴۲۹ھ 09-07-2008

مدیر جامعۃ الاثریہ

محلہ میاں داد انقلاب روڈ چمکنی، پشاور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذى استوى على عرشه بائن عن خلقه و مع عباده بعلمه
﴿يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ﴾(السجده : ٥)
﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (شورى : ١١)
والصلاة والسلام على من دعا ربه ((اللهم انت الاول فليس قبلك شيئى وانت الآخر فليس بعدك شيئى وانت الظاهر فليس فوقك شيئى وانت الباطن فليس دونك شيئى اقض عنى الدين و اغننى من الفقر))
(صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعا باب الدعا عندالنوم ٦٨٨٩)
وعلى اله وصحبه الذين اجمعوا على معنى ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ﴾ ونحوه من الأيات القرآنية ان ذلك علمه وان الله فوق السموٰت بذاته مستوعلى عرشه كيف شاء (٤) اما بعد:

اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو قرآن و سنت کی اصطلاحات عطاء فرما کر متکلمین، فلاسفہ و ملحدین وغیرہ کی اصطلاحات سے بے نیاز فرما دیا ہے لہٰذا سلف صالحین اور ائمہ ان لوگوں میں سے نہیں کہ اپنی طرف سے اصطلاحات بنا کر نُصوصِ قرآنی اور احادیث کو ان اصطلاحاتِ بدعیہ کا تابع بنائیں، بلکہ انہوں نے قرآن وسنت پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسنت کو ہی عقل صریح کے موافق سمجھا لہٰذا انہوں نے ہر اس لفظ کو اپنایا جو کتاب وسنت میں اللہ تعالیٰ کے اسماء ،صفت ،افعال اوروجود کے بارے میں وارد تھا خواہ اثبات میں ہو یا نفی میں اور اُس طریقے کو (جو قرآن وسنت لیکر آئے تھے) ہی عقل صریح اور نقل صحیح سمجھا اور یہی انبیاء ومرسلین کا طریقہ ہے۔

لہٰذا جو اصطلاحات ،تعبیرات ، معتقدات ونظریات قرآن اور سنت نبوی سے ٹکراتے ہوں وہ درجہ بدرجہ ضلالت ،گمراہی ،شرک اور کفر ہیں۔

وحدۃ الوجود یا توحید وجودی کی تعبیر جو بھی، جیسے بھی، جس بھی خوبصورت اور بہتر سے بہتر طریقے سے کرے وہ کفر اور زندقہ ہی ہے، باطل ہی باطل ہے، چاہے جتنی بھی اسکی بہتر اور مختلف انداز سے تعبیر کی جائے خواہ وہ نظریہ وعقیدہ اور تعبیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا ہو یا مناظر احسن گیلانی صاحب کا یا شیخ احمد سرہندی اور شاہ ولی اللہ دہلوی کا ہو یا ابن عربی و ابن سبعین وتلمسانی کا ہو کیونکہ سب کا منبع اور مقصود ایک ہی ہے:

((عبارتنا شتیٰ و حسنك واحد .))

''ہمارے پیرائے مختلف لیکن مقصود تیرا ہی بیان ہے۔''

دکتور خلیل ہراس قائلین وحدۃ الوجود کے وحدۃ الوجود پر اتفاق اور وحدۃ الوجود کی تعبیر پر اختلاف ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

((ومهما يكن من فرق بين هذه الاقوال الثلاثة فهي متقاربة جدا لان جوهرها و احد .)) ❶

''ان تینوں اقوال میں جتنا بھی فرق کرلیا جائے پھر بھی یہ ایک دوسرے کے بہت زیادہ قریب ہیں کیونکہ ان کی جوہری حقیقت ایک ہی ہے۔''

قرآن وسنت سے توحید کی تین قسمیں معلوم ہوتی ہیں اور علماء اہل السنۃ والجماعۃ بھی انہی تینوں کو بیان کرتے ہیں جو کہ (۱) توحید ربوبیت، (۲) توحید الوہیت اور (۳) توحید فی الاسماء والصفات ہیں۔ توحید وجودی کا ذکر قرآن وسنت میں نہ صراحۃً ہے اور نہ ہی اشارۃً و دلالۃً۔ صحابہ تابعین، تبع تابعین اور ائمۂ اہل السنۃ والجماعۃ میں سے کسی نے توحید وجودی کا ذکر نہیں کیا ہے۔

اس کو آپ توحید وجودی کہو یا توحید کفری یا شرکی جو نام بھی رکھو وہ باطل ہے توحید نہیں ہے۔ کیونکہ توحید وہ ہے جس کو انبیاء ومرسلین نے بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ شعراء میں چند انبیاء کا ذکر کیا ہے ان میں سے ہر ایک کے بارے میں فرمایا کہ وہ اپنی اپنی قوم کو یوں کہتے:

❶ شرح النونية للهراس ١/٦٣.

﴿إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ﴾

(الشعراء: ۱۰۷-۱۰۶)

''میں تمہاری طرف ایک امانت دار رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، پس اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور میری فرمانبرداری کرو۔''

اس کی تفسیر مفسرین یوں کرتے ہیں:

((فاتقو الله بطاعته و عبادته، واطيعون، فيما أمر كم به من الايمان والتوحيد.)) ❶

''اللہ کی عبادت و اطاعت کے ساتھ اس سے ڈرو اور ایمان و توحید کے متعلق جو میں تمہیں حکم دیتا ہوں اس میں میری اطاعت کرو۔''

معلوم ہوا کہ توحید وہی ہے جو اللہ نے بذریعہ انبیاء و مرسلین سکھائی۔ اور جو کوئی اپنی طرف سے ایک نظریہ اور عقیدہ بنا کر اس کا نام توحید رکھے یا اس کو توحید سمجھے وہ اللہ کو منظور نہیں۔

بہر حال عقیدہ وحدۃ الوجود کو توحید وجودی کہو، شرکِ وجودی کہو یا کفرِ وجودی یہ نظریہ کفر ہی کفر اور زندقہ ہے۔

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں: شیخ ابن عربی کے بارے میں عرض کر چکا ہوں کہ جہاں تک حقیقت و ماہیت وجود کے بارے میں ان کی رائے کا تعلق ہے' اُس سے متفق ہوں میرا مسلک بھی وہی ہے۔ ❷

ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ آپ ابن عربی کا عقیدہ و مسلک اپناتے ہیں یا اور کسی کا ہم بحیثیت ایک مسلمان آپ کے لئے انبیاء کا عقیدہ و نظریہ و مسلک پسند کرتے ہیں۔ اگر آپ ابن عربی سے موافق ہیں اور آپ کا بھی وہی مسلک ہے جو ابن عربی کا تو آپ کو یہی مسلک نصیب ہو۔

---

❶ دیکھو معالم التنذیل ٦-١٢١ و ابو السعود ٦-٢٥٤ .

❷ سورۃ الحدید کی مختصر تشریح صفحہ: ٩١.

ا: ابن عربی کا عقیدہ

اب آپ ذرا ابن عربی کا عقیدہ ونظریہ پڑھیں: وہ کہتا ہے کہ کائنات کا وجود عین اللہ کا وجود ہے۔ کائنات کا وجود اللہ کے وجود سے غیر نہیں اور اللہ کے سوا قطعاً کوئی چیز موجود ہی نہیں (حتی کہ جنات شیاطین، کفار، فُسّاق، کتے، خنزیر، نجاسات، کفر، فسق اور نافرمانی) سب کا وجود عین وجودِ رب ہے۔ یہ چیزیں اللہ کی ذات سے جدا نہیں اگرچہ یہ اللہ کی مخلوق ومربوب بنے ہوئے اور اس پر قائم ہیں۔ ❶

ابن عربی لکھتا ہے:

((مَن عرَّف ماقررناه علم انّ الحق المنزه هو الخلق المشبه .)) ❷

”جو کچھ ہم نے ثابت کیا اس کو جو جان لے گا اسے معلوم ہو جائے گا وہ حق جو تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے مخلوق کی صورت تشبیہ دیا گیا ہے۔“

نیز لکھتا ہے:

((واذا اعطاه اللّٰه المعرفة بالتجلى كملت معرفتهٗ بالله.. رأى سريان الحق فى الصور الطبعية العنصرية ، و مابقيت له صورة الاويرى عين الحق عينها .)) ❸

”جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو تجلی کے ساتھ اپنی مکمل معرفت دی، (حالانکہ انبیا کو اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت دلائل و براہین سے دی تھی نہ کہ تجلی کے ساتھ) تو یہ شخص حق تعالیٰ کا عنصری طبیعت کی صورتوں میں حلول ہونا دیکھے گا، اور اللہ کے لئے کوئی صورت نہیں رہ جاتی مگر وہ اللہ کی ذات کو عین اسی طبیعت عنصری کی ذات دیکھتا ہے۔“

پھر لکھتا ہے:

---

❶ درء تعارض العقل والنقل ٦-١١٨، التبصره فى الدين ١١٦، الفرق بين الفرق ٣-٢٧٣-٢٧٥.

❷ فصوص الحكم ٧٨. ❸ الفصوص - ٣٢٨.

((فـان شهـد النفس كان مع التمام كاملا فلا يرى الا الله فى عين كل مايرى فيرى الرائى عين المرئ .)) ❶

''جب نفس پورے کمال کے ساتھ حاضر ہوتو وہ اللہ کے سوا کچھ نہیں دیکھتا ہے جو کچھ دیکھتا ہے اس کی ذات میں دیکھنے والا عین دیکھا ہوا نظر آتا ہے۔''

نیز لکھتا ہے:

((فـالـعـالـم يعلم من عبدو فى اى صورة ظهر حتى عبدوان التفريق والكثرة كالاعضاء فى الصورة المحسوسة وكالقوى الـمـعـنـوية فـى الصورة الروحانية ، فما عبدغير الله فى كل معبود .)) (الفصوص)

''پس عالم اپنے معبود کو جانتا ہے جس صورت میں بھی وہ معبود ظاہر ہو بہر حال عبادت تو اُسی کی ہوتی ہے۔ (خواہ کتے کی صورت میں ہو یا گدھی اور خنزیر کی صورت میں کیونکہ اس کے نزدیک یہ موجودات اللہ ہی ہیں بعینہ و بذاتہ۔ ایک وجود کے بغیر دوسرا کوئی وجود ہی نہیں)۔ یہ الگ الگ اور کثیر جو نظر آتے ہیں تو یہ سب صورتِ محسوسہ میں اعضاء اور صورت روحانیہ میں قوۃ معنوی کی حیثیت رکھتے ہیں لہٰذا جس معبود کی بھی عبادت ہو وہ اللہ ہی کی عبادت ہے۔ (خواہ بت، جن، کتا یا خنزیر ہو۔)''

اگر ڈاکٹر صاحب کو قرآن و سنت کے نظریہ اور انبیاء و مرسلین کے مسلک سے ہٹ کر ابن عربی کا مسلک پسند ہے تو اُنہیں نصیب ہو!

۲: صفاتِ الٰہیہ کے بارے میں ڈاکٹر اسرار صاحب کا عقیدہ

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ (صفت کے بارے میں) متکلمین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ لا عین ولا غیر ''یعنی صفات نہ عین اللہ ہیں نہ غیر'' (سورۃ الحدید کی مختصر تشریح، ص ۶۹)

---

❶ فصوص - ۳۴۹.

ڈاکٹر صاحب نے دعویٰ تو متفقہ فیصلہ کا کیا مگر متکلمین کا تعین نہیں کیا یعنی ''متکلمین اسلامیین'' یا ''متکلمین ملحدین۔'' آیئے میں بتاتا ہوں کہ "لا عین و لا غیر" نہ متکلمین کا متفقہ فیصلہ ہے اور نہ ہی "لا عین و لا غیر" اسلامی متکلمین کا نظریہ ہے بلکہ فلاسفہ لاغیر اور کرامیہ لاعین کا مذہب رکھتے تھے۔ رمضان آفندی شرح عقائد تفتازانی میں فرماتے ہیں:

((لیست عین الذاتِ کما ذھب الیه المعتزلة والفلاسفة، ولا غیر الذات، کمازعمت الکرامیه .)) ❶

''یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات نہ عین ذات ہے جیسے معتزلہ اور فلاسفہ کہتے ہیں کہ صفات عین ذات ہیں اور نہ ہی غیر ذات ہیں جیسے کہ کرامیہ کہتے ہیں کہ صفات غیر ذات ہیں۔''

متکلمین اسلامیین اور علماء (اہل سنت) اس چکر میں پڑتے ہی نہیں بس وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی ذات متصف ہے تمام صفات کمال کے ساتھ، یہ صفاتِ کمال اُس ذاتِ جلال سے منفک (جدا) نہیں ہوتیں۔

عجیب بات ہے ایک طرف ڈاکٹر صاحب ابن عربی کے عقیدے و مسلک سے چمٹے ہوئے اقرار کرتے ہیں کہ: ''میں اس سے متفق ہوں اور میرا مسلک بھی وہی ہے'' (سورۃ الحدید کی مختصر تشریح ص:۹۱) دوسری طرف خالق ومخلوق کے درمیان برف و پانی کی مثال دینے کے ساتھ ربط وتعلق کو بیان کرنے کو شرک قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''گویا ہر شئے خدا ہے اور ہر شئے الوہیت کی حامل ہے، اس سے بڑا شرک اور کیا ہوگا؟ یہ ہمہ اوست کا نظریہ ہے۔'' (سورۃ الحدید کی مختصر تشریح، ص:۵۲)

پھر فرماتے ہیں: ''اگر یہ کہا جائے کہ خالق ومخلوق کے درمیان ساری نسبتیں جو ہماری عقل میں آرہی ہیں یہ قابل قبول نہیں ہیں تو پھر ایک ہی وجود ماننا پڑتا ہے جو خالق کا وجود ہے۔ اس نظریہ کو ''توحیدِ وجودی'' کہا جاتا ہے۔'' (ص:۵۲) اسی کے لئے مولانا مناظر احسن

❶ الحاشية لرمضان آفندی علی شرح العقائد للتفتازنی (۲۲۱).

گیلانی، شیخ احمد سرہندی، شاہ ولی اللہ الدہلوی، ابن عربی اندلسی کی تعبیرات ذکر کی ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ میرا مسلک بھی وہی ہے۔ عجیب ہے!!! نظریہ ہمہ اوست تو بڑا شرک اور نظریہ وحدۃ الوجود بڑا اسلام! فرق صرف یہ ہے کہ ہمہ اوست میں لفظ توحید نہیں اور وحدۃ الوجود کے ساتھ لفظ توحید لگا کر توحیدِ وجودی کہہ دیا۔

۳: ہمہ اوست اور ایک وجود ماننا:

قارئین کرام: ذرا سوچیے ''ہمہ اوست'' اور ''ایک ہی وجود ماننا پڑتا ہے جو خالق کا وجود ہے'' میں کیا فرق ہے؟ ''ہمہ اوست'' کا مطلب بھی یہ ہے کہ کائنات میں جو کچھ نظر آتا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ ہر چیز اللہ ہے۔ اور ''ایک ہی وجود ماننا پڑتا ہے جو خالق کا وجود ہے'' کا مطلب بھی یہی ہے کہ کائنات میں جو موجودات ہیں ان کے وجود کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ ہر موجود ہی اللہ ہے۔ نظریہ ''ہمہ اوست'' کیسے شرک؟ اور نظریہ ایک ہی وجود ماننا پڑتا ہے (وحدۃ الوجود) کیسے توحید؟ قربا شوم اللہ را ایک بام دو ہوا۔

معلوم یوں ہوتا ہے کہ ''ہمہ اوست'' کی اصطلاح ان ملحدین کی تھی جنہوں نے اسلام کا لبادہ نہیں اوڑھا اور وحدۃ الوجود کی اصطلاح ان ملحدین کی ہے جنہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام اور اسلامی عقیدہ کی بیخ کنی کی جیسے ابن عربی، ابن سبعین، عفیف تلمسانی وغیرہم۔

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں: ''یہ ہے وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا نظریہ جسے شاہ ولی اللہ نے ''توحید وجودی'' سے تعبیر کیا ہے۔ اسی کی تعبیر لا معبود الا اللّٰہ ہے۔ (سورۃ الحدید کی مختصر تشریح، ص:۵۵)

یہ تعبیر درحقیقت کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ سے نفرت کی مظہر ہے کیونکہ ابن عربی اور ان کے ہم مسلک کی مراد لا معبود الا اللہ سے یہ ہے کہ:

((فما عبد غیر اللہ فی کل معبود.)) [1]

''یعنی جس معبود کی بھی عبادت کی جائے تو وہ غیر اللہ کی عبادت نہیں بلکہ اللہ ہی

---

[1] شرح النونیة ص ٦٢ بحواله فصوص الحکم.

کی عبادت ہے۔"

امام برہان الدین البقاعی رحمہ اللہ ان الفاظ کو "لا الـــه الا الـلّٰـه" کی بجائے استعمال کرنے کے گر بتاتے ہیں:

((ولـعل فی هذا ما یکشف لك عن علة مقت الصوفية لكلمة التـقوی والتوحيد "لا اله الا اللّٰه" وقولهم بدلا عنها "ليس الا الـلّٰـه" او "لا هو الا هو" و بهذا دان الغزالی وقرره فی مشكاة الانوار۔ او "هواللّٰه" او "هو هو" مصرع التصوف))

(ص: ٦٢)

"ہوسکتا ہے کہ آپ کو صوفیہ کے تقویٰ اور توحید کے کلمہ "لا اله الا اللّٰه" کو بُرا سمجھنے کے گر معلوم ہو جائیں کہ وہ "لا اله الا اللّٰه" کے بدل میں یا تو "لَيس إلاّ الـلّٰـه" کہتے ہیں یا "لا هُـوَ إلّا هُوْ" اورغزالی بھی اِسی کو دین سمجھتے ہیں اُس نے اِس بات کو مشکاۃ الانوار میں ثابت کیا ہے اسی طرح "هُـو اللّٰه" اور "هُوَ هُوْ" بھی تصوّف کے کلمے ہیں۔"

جیسے میں نے عرض کیا ابن عربی کا مقصد لا معبود الا هو سے یہ ہے کہ جس کی بھی عبادت ہو وہ اللہ ہی کی عبادت ہے کیونکہ اللہ اور غیر اللہ میں فرق نہیں کیونکہ "ایک ہی وجود ماننا پڑتا ہے جو خالق کا وجود ہے۔" ابن عربی اور ان کے ہم مسلک کے ہاں خالق ومخلوق میں فرق شرک ہے اور ایک وجود ماننا توحید ہے۔ ابن عربی سے کسی نے کہا کہ فصوص الحکم میں تو قرآن کی بہت مخالفت ہے۔ کہنے لگا:

((القرآن كله شرك وانما التحقيق فی كلامنا .)) ❶

"یعنی قرآن تو شرک سے بھرا ہے توحید کی تحقیق ہماری بات میں ہے (کہ ہم ہر چیز کو عین اللہ مان کر وحدت الوجود کے قائل ہیں)۔"

---

❶ توضیح الکافیة الشافیه۔ص: ١٧٦.

امام عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((قاتل اللّٰہ من عد هو الطائفة من امة محمد ﷺ وهم براء من جميع الانبياء ولا اظن احد يعرف قولهم وفي قلبه مثقال ذرة من ايمان فيستريب في أمرهم و يعرف انهم مباينون الدين كل المباينة" توضيح النونيه .)) (ص: ۱۷۷)

''اس شخص کو اللہ ہلاک کرے جو اس جماعت (ابن عربی) کو امت محمدیہ میں شمار کرتا ہے حالانکہ یہ جماعت تمام انبیاء کے دین سے بری ہے۔ میں یہ خیال نہیں کرتا کہ کسی کو ان کا قول معلوم ہو اور اس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو پھر وہ اُن کے (کفر کے) بارے میں شک کرے بلکہ وہ پہچان جائے گا کہ یہ لوگ دین سے کامل طور پر جدا ہیں۔''

۴: لا مقصود، لا مطلوب ، لا محبوب إلا اللّٰہ :

نیز ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں: ''اور بلند سطح پر "لا مقصودَ الا اللّٰہ، لا مطلوبَ الا اللّٰہ اور لا محبوبَ الا اللّٰہ۔"

ڈاکٹر صاحب نے اس کو بلند سطح اس لئے کہا کہ ان الفاظ سے قرآن کا انکار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کے تین فوائد بار بار قرآن کریم میں بتائے ہیں: رضائے الٰہی، دخولِ جنت، نجاتِ جہنم جبکہ "لا مقصود الا اللّٰہ، لا مطلوب الا اللّٰہ" میں بات یہ ہے کہ جہنم سے نہ نجات مقصد ہے اور نہ جنت مطلوب ہے بلکہ لا محبوب الا اللّٰہ، اگر مقصود و مطلوب ہے تو صرف ''محبوب'' ہے جو کہ اللہ ہے۔

دیکھو اس مفہوم کو شعرانی اور مکی نے واضح کیا ہے وہ کہتے ہیں، "لا نعبد الا اللّٰہ، لا لأجل الجنة" ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں لیکن جنت لینے کے لئے نہیں۔ ❶

حالانکہ اہل السنۃ والجماعۃ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ "ألا یِمانُ بَیْنَ الرَّجاءِ

---

❶ قوت القلوب ،٥٦۔ والانوار القدسية ،٢-٣٤.

وَالْخَوْفِ" ایمان اللہ کی رحمت کی امید اور اللہ کے عذاب سے خوف کا نام ہے، جنت اللہ کی رحمت کا مظہر ہے اور جہنم اللہ کے غضب کا جبکہ ابن عربی اور اس کی جماعت والے کہتے ہیں کہ "لا مقصود و لا مطلوب إلا اللّٰہ" یعنی نہ جہنم سے نجات مقصد ہے اور نہ جنت مطلوب۔ حالانکہ یہ بھی اہل السنۃ والجماعۃ کا مشہور مسئلہ ہے کہ:

((من عبداللّٰہ بالحب وحده فهو "زنديق" و من عبدبالرجاء وحده فهو "مرجئی" ومن عبده بالخوف وحده فهو "حروری" ومن عبده بدون الاخلاص فهو "المرائی المنافق" ومن عبده بدون اتباع السنة فهو "مبتدع راهب ضال" ومن عبده بالحب والخوف والرجاء فهو "مؤمن موحد.)) ❶

"یعنی جس نے صرف محبت کی بناء پر اللہ کی عبادت کی وہ زندیق ہے۔ اور جس نے صرف امید کی بناء پر عبادت کی تو وہ مرجئی ہے۔ اور جس نے صرف خوف کی بناء پر عبادت کی تو حروری خارجی ہے اور جس نے بغیر اخلاص کے عبادت کی تو وہ ریا کار منافق ہے۔ اور جس نے سنت نبوی کے بغیر عبادت کی تو وہ بدعتی گمراہ صوفی ہے۔ اور جس نے محبت، خوف اور امید کی بناء پر عبادت کی تو وہ مؤمن موّحِد ہے۔"

دیکھو اہل سنت لا مقصود الا الله، لا مطلوب الا الله اور لا محبوب الا الله والوں کو زندیق کہتے ہیں۔

پھر ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ مزید اوپر جا کر اسی کی تعبیر لا موجود الا الله سے کی جاتی ہے۔ (سورۃ الحدید کی مختصر تشریح، ص ۵۵)

مطلب یہ کہ کفر کی چوٹی (ذروۃ سنام) تک انسان "لا موجود الا اللّٰہ" کے عقیدہ

❶ الماتریدیه للدکتور شمس رحمه اللّٰه ۱۸۹/۳ بتغیر یسیر.

سے پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ڈگری لا مقصود، لا مطلوب اور لا محبوب سے شریعت کی نگاہ میں زیادہ باطل ہے۔ کیونکہ اس میں صراحت ہے کہ یہ پوری کی پوری کائنات اللہ ہے۔

ڈاکٹر شمس الدین سلفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لان هذا صريح فى ان السماء والأرض و ما فيهما من الأجسام العظام كالجبال والأجرام والأشجار والأحجار والبحار والأنهار بل الدواب والكلاب والقردة والخنازير وآنية الخمور و آلات المزامير، وغيرها هوالله بعينه، نعوذ بالله من هذا الكفر البواح والحاد الصراح .)) [1]

لا موجود الا اللہ کا نظریہ اور عقیدہ اس لئے باطل ہے کہ اس نظریہ کے تحت آسمان اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے جس میں یہ بڑے بڑے پہاڑ، اجرامِ فلکی، درخت، پتھر، سمندر، نہریں بلکہ یہ چوپائے، کتے، بندر، خنزیر، شراب کے برتن اور آلاتِ موسیقی وغیرہ یہ سب بعینہٖ اللہ ہیں، اس ننگے کفر اور صریح الحاد سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں اس کے بعد جی میں آئے تو آپ اس نظریئے کو اٹھا کر پھینک دیں۔ آپ کو وہ ناقابل قبول نظر آئے تو بالکل ٹھکرا دیں۔ (سورۃ الحدید کی مختصر تشریح، ص:۵۵)

جب کہ ڈاکٹر صاحب خود اِسے ٹھکرانے اور اٹھا پھینک دینے کی اجازت دے رہے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ نظریہ درست نہیں اگر حق (درست) ہوتا تو آپ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ایک حق عقیدہ اور قرآن وسنت سے ثابت شدہ نظریہ اور عقیدہ ومسلک کو ٹھکرانے اور پھینک دینے کی اجازت کیسے دیتے؟ پھر اس نظریئے کو پھیلانے اور اس میں اپنے اور دوسروں کی دماغ خوری کر کے وقت ضائع کرنے کرانے کی آخر کیا ضرورت؟

---

[1] الماتریدیہ۔۳/۱۹۱-۱۹۲.

اللہ را!! ذرا اپنے نظریئے اور مسلک پر غور فرمائیں۔

پھر فرماتے ہیں: اور جن لوگوں نے اس نظریہ کو مانا ہے ان کی توہین نہ ہو، ان کے بارے میں سوءِ ظن نہ ہو۔ (سورۂ الحدید کی مختصر تشریح، ص:۵۵)

جب ہمیں معلوم ہے کہ یہ نظریہ وحدۃ الوجود سو فی صد غلط ہے اس پر اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث، اجماعِ امت گواہ ہے تو پھر ہمیں شرعاً اس نظریہ والوں کی اہانت اور ان کے بارے میں سوءِ ظن جائز ہے بلکہ ہم پر فرض ہے۔ کیونکہ ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ اور کتے میں فرق نہیں اللہ اور خنزیر میں مغایرت نہیں تو ایسے شخص کی اہانت اور اس کے بارے میں سوءِ ظن کس طرح نہ رکھیں؟

۵: ڈاکٹر صاحب کے ہاں وحدت اور غیریت کا مفہوم:

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں "ایک اعتبار سے یہ عین ہیں اور ایک اعتبار سے غیر ہیں۔ ماہیت وجود میں اتحاد ہے" الخ۔ یعنی اللہ اور کائنات، افراد کائنات کے وجود کے دو اعتبار ہیں ایک مطلق وجود، دوم باعتبار ظہور۔ مطلق وجود کے اعتبار سے اللہ بھی اللہ ہے، مرد بھی اللہ ہے، بیوی بھی اللہ ہے، کتا بھی اللہ ہے، خنزیر بھی اللہ ہے لیکن ظہور کے اعتبار سے فرق ہے۔

ابن عربی فصوص الحکم میں کہتا ہے:

((فالعالم یعلم من عبدو فی ای صورت ظهر حتی عبد۔ وان التفریق والکثرة کا لأعضاء المحسوسة والقوی المعنوية فی الصورة المعنوية فما عَبَدَ غیر الله فی کل معبود.))

"عالم اپنے معبود کو جانتا ہے جس صورت میں بھی وہ معبود ظاہر ہو تو اسی کی عبادت ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جسم کے اعضاء جسم سے غیر نہیں اور قوۃ نفسی، نفس سے الگ نہیں اسی طرح اگر یہ تعدد اور کثرت نظر میں آتے ہیں تو وہ اللہ کے غیر نہیں۔"

اللہ کا وجود، مرد کا وجود، اس کی بیوی کا وجود اور مجامعت کا وجود جو کہ میاں بیوی کرتے

ہیں سب ایک وجود ہیں اس میں غیر نہیں اس لئے سب ایک ہی معبود ہیں۔ اگر مرد کی صورت میں ظہور ہو تب بھی معبود اگر بیوی کی صورت میں ہو تب بھی معبود اگر مجامعت کی صورت میں ظہور ہو تب بھی معبود۔ "فما عبد غیر اللّٰہ فی کل معبود" سب ایک ہی ذات کے وجود ہیں یہی وحدۃ الوجود کا مطلب ہے۔ ہر چند کہے کہ اس کا مطلب ہمہ اوست نہیں یا ہر چند کہے کہ وحدۃ الوجود اور ہمہ اوست کے درمیان ایک باریک فرق ہے، اس باریک فرق کو ابن عربی نے "فما عبد غیر اللّٰہ فی کل معبود" کہہ کر مٹا دیا۔ اگر ہمہ اوست کفر و شرک ہے تو وحدۃ الوجود بطریق اولی کفر و شرک ہے۔ "فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ."

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں: تو اس بارے میں خوامخواہ تصور پیدا ہو جاتا ہے...... الخ (سورۃ الحدید کی مختصر تشریح، ص:۵۷)

یہ خوامخواہ کا تصور شیطانی ہے اس کو ترک کرنا چاہئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یأتی الشیطان أحد کم، فیقول: من خلق کذا؟ من خلق کذا؟ حتی یقول: من خلق ربك؟ فاذا بلغه، فلیستعذ باللّٰه ولینته" "شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور تمہارے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا ہے؟ فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ حتی کہ کہتا ہے کہ تیرے پروردگار کو کس نے پیدا کیا؟ جب کسی شخص کو ایسا وسوسہ آئے تو اس پر لازم ہے کہ اللہ سے پناہ مانگے اور اس شیطانی خیال کو چھوڑ دے۔"[1]

خوامخواہ تصورات پیدا کرنے کی ضرورت نہیں جب اس طرح کا تصور آ جائے تو "اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم" کہہ کر اس تصور کو چھوڑ دو ورنہ اسی طرح وحدۃ الوجود کے گھڑے میں گر جاؤ گے۔

٦: ڈاکٹر صاحب کا اعترافِ حقیقت:

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں: حقیقت کی تعبیر کے لیے سادہ اور عام فہم الفاظ وہی ہوں گے جو رسول کریم ﷺ نے اختیار کیے۔ (سورۃ الحدید کی مختصر تشریح ص:۵۷)

---

[1] بخاری: ٣٢٧٦.

اس حقیقت کے اعتراف کے بعد اضافی نسبتوں کے طلب کرنے کی کیا ضرورت پڑی۔ انہی سادہ اور عام فہم نبوی الفاظ پر اکتفاء کیوں نہیں کیا اور فلسفیانہ موشگافیوں میں پڑ کر اپنا ایمان خراب کیوں کیا؟۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

((اما "السلف والائمة" فلم يدخلوا طائفة من الطوائف فيما ابتدعوه من نفى أو اثبات، بل اعتصموا بالكتاب والسنة، ورأوا ذلك هو الموافق، لصريح العقل فجعلوا كل لفظ جاء به الكتاب والسنة من اسمائه و صفاته حقا يجب الايمان به--- ورأوا أن الطريقة التى جاء بها القرآن هى الطريقة الموافقة لصريح المعقول و صحيح المنقول وهى طريقة الانبياء والمرسلين .))[1]

''سلف اور ائمہ ان اصطلاحات وتعبیرات میں کسی ایسی جماعت میں داخل نہیں ہوئے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کے اثبات ونفی کے بارے میں کوئی نظریہ اپنی طرف سے گھڑا ہو۔ بلکہ انہوں نے کتاب وسنت کو تھام لیا اور یقین کیا کہ یہی کتاب وسنت ہی عقل صریح کے موافق ہے۔ انہوں نے ہر اس لفظ کو جو قرآن وسنت میں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے متعلق وارد تھا اس کو حق سمجھا اور اس پر ایمان لانا واجب قرار دیا...... اور اسی طریقہ کو جو قرآن وسنت میں وارد ہے عقلِ صریح اور نقلِ صحیح کے موافق سمجھا یہی انبیاء ومرسلین کا طریقہ ہے۔''

اگر ہم بھی قرآن وسنت میں جو وارد ہے اسی کو حق سمجھ کر اُس پر ایمان کو واجب سمجھتے تو کسی بھی منطقی فلسفے اور موشگافیوں میں نہ پڑتے۔ ولكن لله فى عباده شئون۔

ڈاکٹر صاحب اقرار کرتے ہیں کہ: ''چونکہ قرآن مجید فلسفیانہ انداز اختیار کرنا نہیں

---

[1] مجموع الفتاوى ٦/٢٥.

چاہتا ہے لہٰذا وہ الفاظ اختیار کر لئے گئے جن کو ایک عام آدمی اور ایک بدو بھی پڑھ کر گزر جائے اور اسے کوئی اشکال نہ ہو۔ اور اگر اسے زیادہ دِقت ہو تو حدیث نبوی کے حوالے سے اس کی مشکل حل ہو جائے گی اور وہ بڑی سہولت کے ساتھ یہاں سے گزر جائے گا۔ (ص:۵۸)

ڈاکٹر صاحب کے اس اقرار سے معلوم ہوا کہ قرآن کا جو غیر فلسفیانہ انداز ہے وہ عام فہم اور بہتر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ٥ ''اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے''۔ يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ٥ ''اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں۔''

یہ بات بھی معلوم ہو کہ حدیث نبوی قرآن کی شرح ہے قرآنی مشکلات حدیث نبوی سے حل ہوتی ہیں فلسفیانہ انداز سے نہیں۔

۷: اعترافِ حقیقت کے بعد ڈاکٹر صاحب کا انکار:

اس اقرار کے بعد ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں: لیکن کائنات کے اس پورے سلسلہ تخلیق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات کا ربط یہ ہے کہ وہ اس کا غیر نہیں ہے۔ (سورۃُ الحدید کی مختصر تشریح، ص:۵۸)

کاش ڈاکٹر صاحب نے اوپر جو حق کا اقرار کیا اس پر ٹھہر جاتے اس اقرار کو انکار سے نہ بدلتے اس کا غیر نہیں کا منطقی نتیجہ اور عکس یہ ہے کہ وہ اس کا عین ہے۔ مطلب ہوا کہ اللہ اور کائنات کے درمیان جدائی ممکن نہیں کیونکہ مغایرت کا مطلب ہی یہ ہے دونوں میں سے ایک کا وجود دوسرے کے بغیر ممکن ہو اور ایک کی دوسرے سے جدائی متصور ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کائنات سے غیر نہیں تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ عین کائنات ہے اور کائنات عین اللہ ہے، یہ تو صریح الحاد، قبیح کفر اور رب کا انکار ہے۔ یہ کفر تو نصاریٰ کے کفر سے بھی بدتر ہے۔ دکتور محمد خلیل ہراس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ مجموع الفتاوی ٦/٢٥.

((هل تقول بان وجود الله غير وجود هذه الأكوان أوتراه عينها فاذانفى مغايرة وجوده سبحانه لوجود خلقه۔ وقال: بل هو عينها و ليس هناك غيران ، فقد اتشح بثوب الاتحاد وصرّح على نفسه بالكفر وجحد وجود الرب جل شأنه بل كان أشد كفرا من النصارى عبدة الصلبان لأنهم لم يقولوا باتحاده سبحانه بجميع خلقه ، ولكنهم خصوا ذلك بالمسيح و أمه مريم العذراء واما هذا الاتحادى فقد زعم ان اللّٰه متحد بجميع خلقه بما فى ذالك الحيوانات المنحطة من القردة و الخنازير و نحوها فلم يصنه عن الاتحاد بهذا الحيوانات وغيرها من المستقذرات .))❶

''یعنی اس (لاغیر) والانظریہ رکھنے والے سے کہیں گے کہ کیا تو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجوان موجودات کے وجود سے غیر ہے یا تیرا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجودعین وجود کائنات ہے؟ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی اس کی مخلوق کے وجود سے مغایرت کی نفی کردے بلکہ کہے اللہ کا وجودعین وجود کائنات ہے۔ یہاں دو غیر نہیں۔تو اس نے وحدۃ الوجود کا اقرار کرلیا۔ اور اپنے کفر پر صراحت کی اور رب کے وجود کا انکار کیا بلکہ یہ نصاریٰ صلیب کے پجاریوں سے سخت کافر ہے کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا اتحاد تمام مخلوق سے ہے جبکہ عیسائیوں نے اس اتحاد کو عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں مریم علیھا السلام کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اور اس اتحادی کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے ساتھ متحد ہے یہاں تک کہ ذلیل حیوانات بندر خنزیر وغیرہ جیسے کے ساتھ بھی ،انہوں نے اللہ کو ان حیوانات

❶ شرح النونیہ للدکتور خلیل هراس۔ ١/١٩٦ توضيح المقاصد ١/٣٩٣-٣٩٦ والصواعق المرسلة ١٣١/٤.

وغیرہم اور گندگیوں سے بھی نہیں بچایا۔''

قارئین کرام! غور کیجیے وحدۃ الوجود کا عقیدہ اور نظریہ ومسلک جس کو ڈاکٹر صاحب اپنائے ہوئے ہیں کتنا خطرناک ہے کہ دین وایمان کو جڑ سے نکال پھینکتا ہے۔ معاذ اللہ اگر ڈاکٹر صاحب کا مؤقف درست ہے کہ کائنات، اللہ کا غیر نہیں تو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کائنات کو ''من دون اللّٰه، من دونه، من دونك، من دوني، غير اللّٰه، اله غيره'' کہہ کر فرق نہ کرتا۔ قرآن کا مطالعہ کیجیے کہ اللہ نے قرآن پاک میں (۷۱) جگہ من دون اللّٰه کا ذکر کیا اور (۳۹) جگہ ضمیر کے ساتھ ''من دونه'' کا ذکر کیا ہے اور (۲) جگہوں میں کاف خطاب کے ساتھ ''من دونك'' ذکر کیا ہے اور (۳) جگہوں میں یائے متکلم کے ساتھ ''من دوني'' ذکر کیا ہے۔

اسی طرح (۲۰) جگہوں میں لفظ غير اللّٰه کو ذکر کیا اور (۱۰) جگہوں میں لفظ ''مالكم من اله غيره'' ذکر کیا ہے تعجب ہے ڈاکٹر صاحب مفسر قرآن ہو کر کہتے ہیں کہ ''وہ اس سے غیر نہیں ہے'' اور ''یہ کائنات نہ اللہ کا عین ہے نہ غیر'' اور ''ایک ہی وجود ماننا پڑے گا'' فالى اللّٰه المشتكى۔

اگر ڈاکٹر صاحب کا نظریہ درست ہے اور وہ اس نصیحت میں حق بجانب ہے اور خیر خواہی مقصود ہے تو پھر رسول اللہ ﷺ کو کیا پڑا تھا کہ غیر اللہ کا رد کرتے اور اللہ نے قرآن کریم میں اس کا کیوں ذکر کیا ہے؟

۸: معیتِ الٰہی کا مفہوم:

معیت الٰہی کا مفہوم پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں: ذات باری تعالیٰ کے بارے میں ہمارے عوام کا ایک عام تصور ہے کہ وہ کسی خاص جگہ پر موجود ہے اس کا وجود کائنات میں ہر جگہ نہیں۔ (سورۃ الحدید کی مختصر تشریح، ص:۵۹)

یہ تصور عوام کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا سکھایا ہوا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ نہیں بلکہ عرش پر مستوی ہے یہ عرش پر مستوی ہونا ہمیں اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے قرآن کریم میں مختلف انداز

میں سات مقامات پر فرمایا" الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى" لہٰذا یہ عام تصور قرآن کریم کا سمجھایا ہوا تصور ہے اس کے خلاف جو تصور وعقیدہ ہے وہ باطل اور قرآن وسنت کے خلاف ہے۔

پھر ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں" وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ" کے بارے میں بالعموم یہ تصور ہے کہ وہ صرف اپنی صفات کے اعتبار سے ہمارے ساتھ ہے۔ یہ تو اس کی تاویل ہوگئی جبکہ الفاظ تو یہ ہیں۔" وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ" یہ تاویل درحقیقت ان الفاظ کا حق ادا نہیں کررہی۔ وہ ہمارے ساتھ کیسے ہے؟ یہ ہم نہیں جانتے لیکن وہ ہمارے ساتھ ہر جگہ ہر آن موجود ہے۔" وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ" یہ الفاظ بالکل واضح ہیں ان میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں۔ (سورۃ الحدید کی مختصر تشریح، ص:۵۹)

ڈاکٹر صاحب کی اس عبارت میں تین باتیں غور طلب ہیں:

۱: یہ تو اس کی تاویل ہوگئی۔

۲: ہمارے ساتھ کیسے ہے؟ ہم نہیں جانتے ہیں۔

۳: وہ ہمارے ساتھ ہر جگہ ہر آن موجود ہے۔

(۱) اس میں شک نہیں کہ معیت کا معنیٰ نصرت و مدد اور علم واحاطہ کے اعتبار سے ظاہر النص اور حقیقت النص سے ثابت ہے۔ اور لغت عربی بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ اس میں کسی قسم کی تاویل نہیں اور نہ ہی لفظ کو اپنے ظاہری اور حقیقی معنیٰ سے پھیرنا ہے اس لئے کہ لفظ "مع" کا اطلاق ہو تو اس سے مراد مطلق مصاحبت ومقارنت ہوتی ہے مخالطت (خلط ہونا) مماست (مس ہونا) محاذاۃ (برابر میں ہونا) مراد نہیں۔ ہاں اگر معانی میں سے خاص کسی کے ساتھ مقید ہو تو الگ بات ہے، جو ہم نے معنیٰ بیان کئے ہیں وہ بغیر تأویل کے نص قرآنی سے ثابت ہیں کہ یہ معیت مخالطت ومماسات ومحاذات نہیں بلکہ صفات علم واحاطہ، نصرت ومدد کے اعتبار سے ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

۱: ﴿وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ﴾ (المدثر: ۴۵) ہم بے ہودہ بحث کرنے والوں کے ساتھ فضول باتیں کرتے تھے۔ یہاں مع سے مراد خلط اور مس (Touch) ہونا نہیں بلکہ جیسے وہ فضول بات کرتے تھے ہم بھی کرتے تھے۔

۲: ﴿وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ﴾ (الاحزاب: ۵۰) اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہے۔ یہ آیت صریح ہے اس بات پر کہ یہاں معیت سے مراد خلط اور مس (Touch) ہونا نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی خالاؤں کی بیٹیوں میں سے کسی نے بھی آپ کے ساتھ ہجرت نہیں کی تھی۔

۳: ﴿فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ﴾ (التوبة: ۵۲) سو انتظار کرو، بے شک ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں۔ یہاں سب سر جوڑ کر انتظار کے لئے نہیں بیٹھے تھے۔

۴: ﴿فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ﴾ (یونس: ۲۰) سو انتظار کرو بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

۵: ﴿وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ﴾ (هود: ۹۳) انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ یہ اور ان جیسی دیگر آیات میں معیت صرف مصاحبت پر دلالت کرتی ہیں۔ کسی حالت میں بھی مس و مخالطت و محاذاۃ پر دلالت نہیں کرتیں۔ یہ عام محاورہ ہے، کہتے ہیں ''الامیر مع جندہ'' امیر اپنے لشکر کے ساتھ ہے، حالانکہ امیر اپنے بالا خانوں میں ہوتا ہے اور لشکر محاذوں پر۔ اسی طرح محاورہ ہے ''مازلنا نسیر والقمر معنا'' ہم چلتے ہی رہے اور چاند ہمارے ساتھ چاند تو چلنے والوں کے ساتھ مس (Touch) نہیں تھا اور نہ خلط ملط تھا۔

جب معیت مخلوق میں بغیر مخالطت و مس اور محاذات کے جائز ہے تو اللہ کے لئے بطریق اولیٰ جائز ہے۔ اس میں تاویل کی کوئی بات ہی نہیں۔

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ﴾ (الحدید: ۷)

''اور جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔''

میں معیت سے مراد بغیر کسی تأویل کے علم اور احاطہ ہے۔ اس معنی پر بغیر تاویل کے آیت خود دلالت کرتی ہے آیت کی ابتداء بھی علم کے ساتھ ہے:

﴿يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ﴾ (الحديد : ٤)

''وہ (خوب) جانتا ہے اُس چیز کو جو زمین میں ہے۔''

اور آخر میں ہے:

﴿وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ (الحديد : ٤)

''اور جو تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے''

اسی طرح هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا (المجادلة : ٧)

میں معیت سے مراد بغیر کسی تأویل کے علم و احاطہ ہے۔ آیت کی ابتداء بھی علم کے ساتھ ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾

''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ آسمانوں کی اور زمین کی ہر چیز سے واقف ہے''

اور انتہا بھی علم کے ساتھ ہے:

﴿أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾

''جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔''

اور وسط میں بھی علم کا ذکر ہے:

﴿ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا﴾ (المجادله : ٧)

''انہیں ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا۔''

اس طرح سورۃ طٰہ کی آیت میں ہے:

﴿إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ﴾ (طٰهٰ : ٤٦)

''میں تمہارے ساتھ ہوں اور سنتا دیکھتا رہوں گا۔''

لہٰذا اللہ کی معیت کا معنی علم و احاطہ، نصرت و مدد کرنا تأویل نہیں، بلکہ لغت و محاورہ

ہی ہے۔

۲: ہمارے ساتھ کیسے ہے؟ ہم نہیں جانتے ہیں۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات جیسے قرآن وسنت میں وارد ہیں ان کو بلا کیف، بلا تشبیہ، بلا تمثیل، بلا تجسیم اور بلا تعطیل ماننا لازم اور اس پر ایمان لانا واجب ہے اور کیفیت کا علم اللہ کے سپرد ہے، کیفیت کا سوال کرنا کہ ''ہمارے ساتھ کیسے ہے؟'' بدعت ہے۔ جیسے امام مالک رحمہ اللہ کا یہ قول مشہور ہے "الاستواء معلوم والکیف مجھول والسوال عنھا بدعۃ" لہٰذا یہ سوال کہ ہمارے ساتھ کیسے ہے؟ کہنا بدعت ہے۔ بس قرآن وسنت سے مَعِیّتِ علم واحاطہ بلا تأویل معلوم ہے اور اس پر ایمان واجب ہے۔

۳: ہمارے ساتھ ہر جگہ ہر آن موجود ہے۔

یہ عقیدہ اور نظریہ قرآن وسنت، عقل ونقل اور اہل السنۃ والجماعۃ کے اجماع کے خلاف اور منافی ہے۔ اللہ کے عرش پر مستوی ہونے اور علم احاطہ کی وجہ سے ہر جگہ ہونے پر اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماع ہے۔ ابو عمرو الطلمنکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((واجمع المسلمون من اھل السنۃ علی ان معنی قولہ تعالیٰ: "ھو معکم این ماکنتم" ونحو ذلك من القرآن: ان ذلك علمہ وان اللّٰہ فوق السمٰوٰت بذاتہ مستوعلی عرشہ کیف شاء.)) [1]

''یعنی مسلمانوں میں سے اہل سنت کا اجماع ہے کہ اللہ کے اس قول ''وَھُوَ مَعَکُمْ'' اور اس جیسی دیگر قرآنی آیات کا معنی یہ ہے کہ یہ معیت، علم کے اعتبار سے ہے اور وہ ذات کے اعتبار سے آسمانوں کے اوپر عرش پر مستوی ہے جیسے استواء اس کی شان کے مطابق ہے۔''

((عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما فی قولہ " وَھُوَ مَعَکُمْ أَیْنَ

---

[1] العلو للذھبی، ۱۷۸۔ اجتماع الجیوش الاسلامیۃ لا بن القیم، ۱۴۲۔ الفتاوی الحمویۃ، ۱۷۵۔ درء تعارض العقل والنقل ۲۵۰/۶.

مَا كُنتُمْ " قال: عالم بكم اينما كنتم.))

''وہ تم پر عالم ہے تم جہاں بھی ہو۔'' ❶

((عن مالك بن انس قال: الله عزوجل فى السماء وعلمه فى كل مكان لا يخلو منه شئى۔ وتلاهذه الآية ﴿مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ﴾ (المجادله: ٧) ❷

''مالک بن انس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل آسمان میں ہے اور اس کا علم ہر جگہ پر ہے اللہ کے علم سے کوئی جگہ خالی نہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ﴾''

امام سفیان ثوری علیہ السلام سے کسی نے آیۃ '' وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ '' کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: ''علمه'' یہ معیت اس کے علم کی ہے۔ ❸

امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ:

((ما معنى قوله "هو معكم" و "مايكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم " قال: علمه عالم الغيب والشهادة علمه محيط بكل شئى علام الغيوب، يعلم الغيب ربنا على العرش بلا حد و لاصفة.)) ❹

---

❶ تفسير ابن كثير ٨/٦٧، التمهيد لابن عبدالبر ٧/١٣٨-١٣٩، الدّرالمنثور للسيوطى ٨/٤٩ الفتاوى الحمويه، ص ١٧٥.

❷ السنة لعبد الله بن الامام احمد، ١٠٧/١.

❸ السنة لعبدالله، ٣٠٧/١۔ والبيهقى فى الاسماء والصفات ١٧٢/٢ والفتاوى الحموية ١٧٥.

❹ اجتماع الجيوش لابن القيم، ٢٠٠۔ واصول اعتقاد اهل السنة للالكائى: ٤٠٢، والفتاى الحموية: ١٧٦.

''اس آیۃ وھو معکم او "مایکون من نجوی ......'' کا کیا معنیٰ ؟

جواب میں فرمایا اس کا علم (یعنی ان آیتوں میں معیت اور نجوی کا مطلب اللہ کا علم ہے) جو کہ حاضر وغائب کا عالم ہے اس کا علم ہر شئی پر محیط ہے تمام غیبوں کا جاننے والا ہے غیب کو جانتا ہے۔ ہمارا رب عرش پر بغیر تحدید اور بغیر کسی صفت کے ہے (کہ اس کے عرش پر ہونے کی کوئی محدود صفت نہیں)۔''

گزشتہ آیات کریمات اور اہل السنۃ والجماعۃ کے اقوال سے معلوم ہوا کہ "ھو معکم اینما کنتم" کا معنیٰ وہ ہمارے ساتھ ہر جگہ ہر آن موجود ہے کرنا درست نہیں بلکہ قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ وباللہ التوفیق

۹: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر افترا اور اس کا جواب:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جو واقعہ ڈاکٹر صاحب نے نقل کیا ہے، یہ غلط ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قطعاً یہ موقف نہیں تھا نہ یہ واقعہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اور نہ آپ کے تلامذہ نے کسی کتاب میں نقل کیا۔ اس لئے کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور آپ کے شاگردوں کا عقیدہ اور نظریہ وہی ہے جو امام مالک رحمہ اللہ نے پیش کیا کہ نزول (اترنا) صفت الٰہی ہے یہ معلوم ہے۔ اترنے کی کیفیت مجہول ہے اور کیفیت کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔ تو کس طرح امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک ایک سیڑھی اتر کر کیفیت بیان کر سکتے ہیں؟ سبحانك هذا بهتان عظيم!

ہاں! ابن بطوطہ نے یہ جھوٹ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر باندھا ہے چنانچہ ابن بطوطہ نے اپنے رحلہ (۱/۱۱۰) میں ذکر کیا ہے وہ کہتا ہیں" ونزل درجة من درج المنبر" لیکن یہ شیخ الاسلام پر محض افتراء ہے، اس لئے کہ مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ:"الامام ابن تيميه اعتقل بقلعة دمشق الآخر مرة فى اليوم السادس من شعبان سنة ٧٢٦ھ ولم يخرج من السجن الاميتا۔" (التعليق على ابن بطوطه ١/ ١١٠)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو دمشق کے قلعہ میں آخر مرتبہ چھ (٦) شعبان-۷۲۶ ہجری میں بند کیا

گیا پھر جیل سے ان کا جنازہ ہی نکلا۔

اس بات کا اقرار خود ابن بطوطہ کرتا ہے کہ " فامر بسجن ابن تیمیه بالقلعة فسجن بها حتی مات فی السجن" ❶ ملک ناصر نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے حبس بے جا کا حکم دیا سو آپ کو اس قلعہ میں قید کر دیا گیا یہاں تک کہ جیل ہی میں آپ کی وفات ہوئی۔

ابن بطوطہ کے اس الزام کی تکذیب خود ابن بطوطہ ہی کر رہا ہے کیونکہ ''دروغ گورا حافظ نباشد'' خود ابن بطوطہ کہتا ہے کہ میں دمشق میں ۹ رمضان ۷۲۶ھ میں داخل ہوا ہوں "وصلت یوم الخمیس التاسع من شهر رمضان المعظم عام ستة وعشرین الی مدینة دمشق الشام فنزلت منها بمدرسة المالکیه المُعروفة بالشرابشیة" ❷ یعنی میں ۹ رمضان جمعرات کے دن ۷۲۶ھ کی شام کو دمشق شہر پہنچا۔ شام میں مالکیوں کے مدرسۃ جو شربشیۃ نام سے مشہور ہے وہاں اترا۔

ابن بطوطہ کے اعتراف کے بعد کہ میں ۹ رمضان ۷۲۶ھ دمشق پہنچا، گویا کہ وہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے جیل جانے کے ۲۷ دن بعد دمشق پہنچا، اور اس دوران امام صاحب جیل سے نہیں نکلے اس کا بھی ابن بطوطہ خود اقرار کرتا ہے کہ جیل سے امام صاحب کی میت نکلی، تو پھر ابن بطوطہ کے اس قول کی کیا حقیقت ہے کہ وہ کہتا ہے: "وکنت اذ ذاك بدمشق فحضرته یوم الجمعة وهو یعظ الناس علی منبر الجامع ویذکرهم فکان من جملة کلامه ان قال: ان اللّٰه ینزل الی سماء الدنیا کنزولی هذا فنزل درجة من درج المنبر" (رحله ابن بطوطه ۱۱۰/۱۰) یعنی اس وقت میں دمشق میں تھا ان کے پاس جمعہ کے دن حاضر ہوا وہ دمشق کی جامع مسجد کے منبر پر لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہے تھے۔ اُنہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اس آسمان دنیا کی طرف میرے اس اترنے کی

---

❶ رحلة ابن بطوطه ۱۱۰/۱۔

❷ رحله ابن بطوطه ۱۰۲/۱۔

طرح اترتے ہیں اور منبر کی ایک سیڑھی اترے۔ سُبْحَانَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ امام صاحب کی پوری عمر اس دعوت میں گزری کہ اللہ کی صفات کے معانی معلوم اور کیفیات مجہول ہیں اس سے متعلق سوال بدعت ہے۔ بہر حال یہ امام صاحب کے معاصرین معاندین کا اُن پر بہتان ہے ورنہ امام صاحب کی کتب موجود ہیں خاص کر ''شرح حدیث النزول'' اسی موضوع پر کتاب ہے۔ کیا کوئی اس کتاب میں اللہ کی صفات کی کیفیت کا بیان دکھا سکتا ہے؟

وصلی اللہ علی نبینا محمد والہ وصحبہ وسلم

فضیلۃ الشیخ ابوعمر عبدالعزیز النورستانی حفظہ اللہ

۶/۷/۱۴۲۹ھ 09-07-2008

جامعة الاثریه محله میاں داد انقلاب روڈ چمکنی، پشاور

❁❁❁❁

عقیدہ وحدۃ الوجود عین کفر اور شرک ہے

فضیلۃ الشیخ ابوزکریا عبدالسلام رستمی حفظہ اللہ ❶
مدیر جامعہ عربیہ سیفن کوہاٹ روڈ بڈھ بیر پشاور

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ أما بعد:

ڈاکٹر اسرار احمد نے ہندو فلسفہ کے رد میں جو نظریہ قائم کیا ہے اس کا نام توحید وجودی رکھا ہے یہ غیر شرعی اور ضلال ہے۔ کیونکہ وحدۃ الوجود اور توحید وجودی میں کوئی فرق نہیں سوائے تعبیر کے اور نظریہ وحدۃ الوجود مندرجہ ذیل وجوہ سے باطل اور شرک کا زینہ اور بدعت اعتقادی ہے:

---

❶ یہ مضمون عبدالسلام رستمی بن الشیخ عبدالرؤف رستمی کا ہے۔آپ کی ولادت پاکستان کے معروف صوبہ سرحد کے ضلع مردان کے گاؤں ''رستم'' میں ماہ رمضان سن ۱۳۵۷ھ میں ایک ایسے خاندان میں ہوئی جو علم وعمل میں اپنی مثال آپ تھا۔آپ کے والد ماجد گاؤں کی مسجد کے امام تھے۔دین اور دینی ماحول سے شدید لگاؤ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ چار سال کی عمر میں ہی آپ کے والد نے آپ کو مدرسہ فیض السلام مین داخل کروادیا جہاں آپ نے ۶ سال تک قران مجید کا علم حاصل کیا اور اردو اور فارسی زبان پر دسترس حاصل کی۔اس کے بعد ابتدائیہ و علیت کے لیے دینی درسگاہ کا رخ کیا اور وہاں سے اس وقت کے مستند اساتذہ کرام الشیخ عبدالرب، الشیخ عبدالرزاق، الشیخ محب اللہ اور فضیلۃ الشیخ میاں گل رحمہم اللہ جو کہ ہند کے مشہور محدث انور شاہ کشمیری (مصنف فیض الباری) کے تلمیذ تھے ان سے علم صرف ونحو، الادب العربی، فقہ و اصولہ، بلاغہ منطق اور فلسفہ کے علاوہ دیگر علوم عربیہ و دینیہ کی سات سال میں تکمیل کی۔ پھر آپ جامعہ اسلامیہ (اکورۃ ختک) سے ۱۳۶۷ھ میں الشیخ عبدالرحمان بہبود آبادی اور الشیخ عبدالشکور بہبود آبادی ہندوستانی سے دورہ حدیث کر کے فارغ ہوئے۔آپ نے اپنے زمانے کے ماہرین علم تفسیر (الشیخ عبدالہادی شاہ منصوری رحمہ اللہ، الشیخ غلام اللہ خان رحمہ اللہ اور محمد طاہر پنج پیری) سے تفسیر کا علم ۱۳۷۲ سے ۱۳۷۸ تک حاصل کیا۔جس کی بدولت اس وقت پاکستان میں علمائے اہلحدیث میں جو چند لوگ علم تفسیر کے بے تاج بادشاہ ہیں ان میں آپ کا نام سرفہرست ہے۔

وجہ اوّل:...... مناظر احسن گیلانی نے اپنے قول میں اس کی مثال تاج محل کے ساتھ دی ہے اور شیخ احمد سرہندی نے اسکی مثال (تعبیر وحدۃ الشہود کے سلسلے میں) ایک لکڑی کے شعلہ کے ساتھ دی اور یہ دونوں مثالیں قرآن کریم کے مخالف ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلاَ تَضْرِبُواْ لِلّٰهِ الأَمْثَالَ﴾ (النحل: ۷۴)

''پس اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں مت بیان کرو۔''

وجہ دونم:...... شرعی ادلہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ ہیں لیکن صوفیاء اور ڈاکٹر صاحب نے اس نظریہ کے اثبات کے لئے کوئی نصِ قرآنی اور حدیثِ صحیح پیش نہیں کی صرف اقوالِ رجالِ صوفیاء ذکر کئے ہیں جبکہ بقول احمد سرہندی ''قول صوفی درشرع معتبر نیست'' ''صوفی کا قول شریعت کی نظر میں معتبر نہیں۔''

وجہ سوئم:...... توحید کی جو قسم بھی ہو عقیدے کا مسئلہ ہے اور عقیدہ کے اثبات کے لئے دلیل قطعی (برہان) ذکر کرنا ضروری ہے ظنیّات اور اقوال رجال سے یہ ثابت نہیں ہوسکتی۔

وجہ چھارم:...... ''ماہیت'' اور ''عینہ'' وغیرہ تعبیرات (خصوصاً اللہ تعالیٰ کے متعلق) منطقی اور فلسفی اطلاقات ہیں یہ کسی طور پر شرعی دلیل سے ثابت نہیں بلکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ''جوہر'' وغیرہ جیسی تعبیرات کے اطلاق سے منع کیا ہے۔

وجہ پنجم:...... وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود اور توحید وجودی سلف صالحین، ائمہ مجتہدین اور ائمہ محدثین کی کتابوں میں مذکور نہیں ہے لہٰذا یہ بدعی اصطلاحات ہیں اور ''کل بدعة ضلالة'' کے کلیہ کے تحت داخل ہیں جبکہ صوفیاء اس کو اصل دین سمجھتے ہیں۔

وجہ ششم:...... وحدۃ الوجود عین حلول ہے اور عقیدہ حلول عین کفر اور شرک ہے۔

وجہ ھفتم:...... عقیدہ وحدۃ الوجود اور حلول شرک کے لئے زینہ بلکہ عین شرک ہے۔ کیونکہ مشرک اپنے معبود من دون اللہ کو اللہ تعالیٰ سے غیر نہیں سمجھتا جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں لیکن چونکہ وہ غیر اللہ نہیں تو ہم مشرک نہیں ہیں۔

وجہ ہشتم :...... وحدۃ الوجود کا مطلب اگر یہ لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود حقیقی ہے اور غیر اللہ کا وجود عارضی ہے تو صحیح ہے:

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾

(الرحمن: ۲۶ تا ۲۷)

''زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں۔ صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔''

لیکن صوفیاء کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق کا وجود عین وُجودِ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کا وُجود عین وجودِ مخلوق ہے۔ یہ نظریہ بہت سی آیاتِ قرآنیہ کے مخالف اور باطل ہے۔

﴿وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ۝﴾

(الزخرف: ۱۵)

اور انہوں نے اللہ کے بعض بندوں کو اس کا جز ٹھہرا دیا یقیناً انسان کھلم کھلا ناشکرا ہے۔''

﴿أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا﴾

(مریم: ٦٧)

''کیا یہ انسان اتنا بھی یاد نہیں رکھتا کہ ہم نے اسے اس سے پہلے پیدا کیا حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔''

﴿وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ﴾

(النحل: ۳۵)

''اور مشرک کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا اس کے سوا کسی اور کی عبادت ہی نہ کرتے۔''

﴿قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ﴾ (الانعام: ٥٦)

''آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ ان کی عبادت کروں جن کو تم لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارتے ہو۔''

﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾

(النساء: ۸۲)

''اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔''

ان آیات سے واضح ہے کہ مخلوق غیر اللہ ہے کیونکہ خصوصاً ان آیات میں معبود من دون اللّٰہ کا ذکر ہے اور وہ اکثر اولیاء اللہ ہوتے ہیں تو وہ بھی من دون اللہ اور غیر اللہ ہیں۔ انہی آیات میں صحیح غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ مخلوق اور خصوصاً انسان اللہ تعالیٰ کے وجود میں متحد نہیں بلکہ مغائر (بالکل جدا) ہے۔

وجہ نہم:...... صوفیاء کے نزدیک علم دو قسم کا ہے: علم الحقیقۃ اور علم الشریعۃ (علم باطنی اور علم ظاہری) اور وہ اسکی تصریح کرتے ہیں کہ حقیقت شریعت سے غیر ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللّٰهُ﴾

(الشوریٰ: ۲۱)

''کیا ان لوگوں نے (اللہ کے) ایسے شریک (مقرر کر رکھے) ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔''

﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ﴾ (الجاثیہ: ۱۸)

''پھر ہم نے آپ کو دین کی (ظاہر) راہ پر قائم کر دیا۔''

اور ہر وہ علم جو شریعت سے غیر ہے تو وہ باطل علم ہے۔

وجہ دھم:...... وحدۃ الوجود کے آثار قبیحہ میں ابن عربی سے منقول ہے کہ فرعون کا ایمان قبول ہوا تھا اور فرعون کا ایمان موسیٰ علیہ السلام کے ایمان سے افضل تھا۔ العیاذ باللہ۔ جبکہ

قرآن کریم میں سورۃ الذاریات، سورۃ النازعات میں فرعون کی ہلاکت کی تصریح ہے تو ان آیات کا انکار کرنا پڑتا ہے۔ نعوذ باللہ من الکفر و الضلال

یہ میں نے بفضلہٖ تعالیٰ بطور اختصار و اجمال ذکر کیا ہے۔ اگر توفیق الٰہی نصیب ہو تو اس مسئلہ پر انشاء اللہ تفصیل سے لکھوں گا۔ ڈاکٹر صاحب سے درخواست ہے کہ اس نظریہ سے رجوع کریں اور مریدوں پر رحم کریں۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد والہ وصحبہ وسلم

❀❀❀❀

اگر عقیدہ وحدۃ الوجود کفر نہیں تو دنیا میں کفر ہے ہی نہیں

فضیلۃ الشیخ ابو محمد امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ

الحمدللّٰہ والصلاۃ والسلام علی سید الانبیآء والمرسلین و علی أله و صحبه أجمعین أمابعد:

یہ ایک مختصر سا فتوی ہے جس میں بعض علماء کی طرف سے کیے گئے استفسار پر نگاہ ڈالی گئی۔ اگرچہ اس فتوی کا جواب دیگر علماء ومشائخ عظام نے بھی نہایت اچھے اور علمی انداز سے دیا ہے جیسے شیخ القرآن السید عبدالسلام اور شیخ عبدالعزیز نورستانی اور شیخ محمد رفیق اثری لیکن ہم بھی یہ جواب لکھ رہے ہیں تا کہ ہم بھی دافعین حق کے زمرے میں شمار ہوں اور اٰمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ کے مصداق ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قل الحق ولو کان مرًّا"

جواب دینے سے پہلے میں چند مہم مقدمات ذکر کرتا ہوں اور چونکہ وہ مقدمات انتہائی واضح طور پر ثابت ہیں، لہٰذا زیادہ دلائل اور مصادر و مراجع ذکر کرنے سے گریز کرتا ہوں۔ واللہ تعالی أسأل التوفیق۔

(۱) **پہلی بات:**...... دین مبین بالکل کامل مکمل ہے۔ لہٰذا مسلمان اسے مکمل کرنے میں سوائے کتاب وسنت کے کسی چیز کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدہ: ۳)

''آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔''

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ما من شئی یقربکم الی الجنة ویبا عدکم من النار الاوقد امرتکم به وما من شئی یقربکم من النار و یبا عدکم من الجنة الا وقد نهیتکم عنه .)) ❶

''کوئی چیز ایسی نہیں جو تمہیں جنت کے قریب اور آگ سے دور کرتی ہو مگر میں نے تمہیں اس کے بارے میں حکم دے دیا ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تمہیں آگ کے قریب اور جنت سے دور کرتی ہو مگر میں نے اس سے تمہیں منع کر دیا ہے۔''

اسی طرح ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

((لقد ترکنا محمد ﷺ و مایحرك طائر جناحیه فی السمآء الاأذکرنا منه علماً .))❷

''اس میں کوئی شک نہیں کہ محمد ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ کوئی پرندہ جو آسمان میں اپنے پروں کو حرکت نہیں دیتا مگر اس کے بارے میں بھی آپ نے ہمیں آگاہ فرما دیا۔''

الحاصل دین کی تکمیل میں کوئی شک نہیں اب جو شخص یہ کہے گا کہ نبی علیہ السلام کے علاوہ کسی اور نے دین کی تکمیل کی ہے تو اس شخص کے کفر میں شک نہیں۔

(۲) **دوسری بات:** ...... محمد رسول اللہ ﷺ نے دین کے عقائد و اعمال کو انتہائی

---

❶ رواہ البغوی فی شرح السنة ۷/۳۳۰ وهو فی المشکاة ۲/۴۵۲ وفی الصحیحة للألبانی ۶/۲۸٦٦.

❷ رواہ احمد ۵/۱۵۳ و الطبرانی ۲/۱۰۰.

سلیس اور واضح انداز میں بیان کر دیا ہے۔ جیسا کہ ابن ماجہ وغیرہ کی روایت سے ظاہر ہے۔

(۳) **تیسری بات:** ...... محمد رسول اللہ ﷺ نے دین مبین کے کسی بھی حصہ کو نہیں چھپایا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾ (المائدہ: ٦٧)

''اے پیغمبر جو ارشادات اللہ کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں کو پہنچا دو۔ اور اگر ایسا نہ کیا تو تم اللہ کے پیغام پہنچانے میں قاصر رہے (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا)۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((من زعم ان النبی ﷺ کتم شیئا من الوحی فقداعظم علی الله الفرية .)) [1]

''جو یہ سمجھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وحی الٰہی کا کچھ حصہ چھپا لیا ہے تو اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔''

(٤) **چوتھی بات:** ...... کسی بھی انسان کے لیے کبھی بھی یہ ممکن نہیں کہ اللہ کی پہچان اور خشیت میں محمد رسول اللہ ﷺ سے آگے بڑھ جائے۔

" ان اتقاکم و اعلمکم باللہ انا" اور ایک روایت میں یوں ارشاد ہے:

((واللہ انی لأعلمهم باللہ و اشدهم له خشية .)) [2]

''یعنی اللہ کی قسم کہ میں تمام لوگوں سے زیادہ اللہ کی پہچان رکھتا ہوں اور تمام لوگوں سے زیادہ اللہ کی خشیت دل میں رکھتا ہوں۔''

(٥) **پانچویں بات:** ...... ہمارے دین مبین میں عقائد اور ایمان کے مسائل انتہائی عام فہم، عقل اور فطرت کے عین مطابق ہیں کوئی بھی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو عقل یا فطرت سلیمہ کے مخالف ہو۔

---

[1] رواہ البخاری ٤٦١٢ و مسلم ١٧٧ [2] صحیح بخاری: ١/٧

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ﴾

(البقرہ: ٢٥٦)

''ہدایت گمراہی کے مقابلے میں بالکل واضح ہو چکی ہے جو شخص طاغوت سے کفر کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔''

(٦) **چھٹی بات:**...... عقیدہ اور ایمان کے مسائل سیکھنے میں امت مسلمہ کے تمام افراد یکساں ہیں چاہے عالم ہو یا ان پڑھ تمام پر ایمانیات کا سیکھنا واجب ہے۔ لہٰذا عقیدہ کی ایسی کوئی بات دین میں نہیں جو چند مخصوص لوگوں کے لیے ہو اور عام لوگوں کے لیے نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا﴾

''اے نبی لوگوں کو کہہ دو کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((بعثت الی الاسود و الاحمر .))

''میں ہر کالے گورے کی طرف بھیجا گیا ہوں۔''

اور فرمایا:

((لن تدخلوا الجنة حتی تومنوا .)) (رواه مسلم)

''جب تک تم ایمان نہ لاؤ جنت میں نہیں جا سکتے۔''

اللہ فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا﴾ (النساء: ١٣٦)

''اے ایمان والو! ایمان لے آؤ۔''

کسی کی تخصیص نہیں کی بلکہ تمام لوگوں کو ایک سا حکم دیا اور اس بات پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔

(۷) **ساتویں بات**: ...... یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ طریقہ تصوف امت مسلمہ میں ۱۹۹ھ کی حدود میں پیدا کیا گیا۔ صحابہ کرام کے پاک زمانہ میں اس کا کہیں بھی وجود نہیں تھا بلکہ بعض علماء نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ نظریہ دین نصاری سے بعض اہل اسلام میں منتقل ہوا ہے۔ دیکھیں "الفکر الصوفی للشیخ عبدالخالق الکویتی"

(۸) **آٹھویں بات**: ...... عقیدہ وحدۃ الوجود، توحید وجودی اور توحید الوجود ایک ہی مصداق ومعنی کے مختلف الفاظ ہیں۔ والعبرة للمقاصد لأللالفاظ

علامہ عبدالرحمٰن محمد سعید اپنی کتاب "الطریقة النقشبندیة" میں کہتے ہیں "اور صوفیاء کا توحید وجودی سے مراد اللہ اور مخلوق کے وجود کو ایک سمجھنا ہے اور اس کی دلیل ان کا یہ قاعدہ ہے کہ

> "شیخ پر یہ واجب ہے کہ اپنے مریدوں کو ابتداء شریعت کے ظاہری احکام کی تعلیم دے اور توحید مطلق کی باتوں سے گریز کرے کیونکہ جو پیر اپنے مریدوں پر یہ بات کھولتا ہے بسا اوقات وہ زندیق ہو کر دنیا اور آخرت میں برباد ہو جاتے ہیں۔" [1]

اب ہم یہاں چند حوالہ جات صوفیاء اور اہل حق علماء سے پیش کرتے ہیں جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ توحید وجودی اور وحدۃ الوجود میں فرق کرنا محض لفظی ہیرا پھیری کے سوا کچھ نہیں۔

۱: شیخ الاسلام ابن القیم مدارج السالکین میں فرماتے ہیں "توحید الوجود اور وحدۃ الوجود ایک ہی چیز ہے۔" ملخصاً

۲: شیخ احمد سرہندی مکتوبات ص ۲۸۷ میں لکھتے ہیں "سب سے پہلے توحید وجودی کا ایجاد کرنے والا ابن عربی ہے۔" (وھذا معناہ)

نیز توحید الوجود کا معنی وحدۃ الوجود ہے اور وحدۃ الوجود صوفیاء کی اصطلاح کے مطابق یہ

---

[1] البهجة السنية فی اداب الطريقة الخالدية العلية النقشبندية، ص ۳٤.

ہے کہ ''اللہ ایک امر کلی ہے اور کلی کا وجود نہیں ہوتا مگر اپنی جزئیات کے ضمن میں'' مصرع التصوف ص ۲۲ للبقاعی .

اسی مصرع التصوف میں ص ۶۴ پر ہے القول بالوحدة المطلقة يعنى هو وحدة الوجود اور ص ۷٤ میں ہے "وجود الحق عين وجود الخلق عند الصوفية" یعنی صوفیا کے نزدیک اللہ کا وجود عین مخلوق کا وجود ہے۔

۴: مفتی کفایت اللہ دیوبندی اپنی کتاب تعلیم الاسلام ص ۵۵۴ میں لکھتے ہیں ''یہاں تصوف کا ایک دقیق مسئلہ ہے اور وہ وحدۃ الوجود کا مسئلہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وجود سارا اللہ کا ہی ہے اور اس کے ماسوا وجود ویسے وہم و خیال ہے اور صوفیاء کا یہ قول کہ لا موجود الاھو صحیح ہے۔'' (هذا معناه)

۵: اس بات کی تائید صراحۃ اس بات سے بھی ہوتی ہے جو کہ رشید احمد گنگوہی نے کہی ہے اور اس کا حاصل یہ ہے: ضامن علی جلال آبادی توحید میں غرق تھا۔ ایک اس کی مریدنی رنڈی اس کے سامنے آنے سے شرمائی جب بلایا گیا تو پیر صاحب نے پوچھا بی بی کیوں شرماتی ہو کرنے والا اور کرانے والا تو وہی ہے تو رنڈی آگ بگولہ ہوگئی اور کہنے لگی گناہ گار بہت سہی مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔ پیر صاحب شرمندہ ہو گئے۔'' [1]

دیکھیں یہ کتنی صراحت ہے کہ والعیاذ باللہ۔ کرنے والا اور کرانے والا وہی یعنی اللہ ہے۔ اس کے بعد بھی یہ لوگ قسما قسم تأویلات سے اپنے اصل عقیدے کو چھپانے کی کوشش کریں گے۔ تعالیٰ الله عما يقول الظالمون علواً كبيرًا

۶: امداد اللہ مہاجر مکی اپنی کتاب شمائم امدادیہ میں ص ۳۸ میں لکھتے ہیں: ''بندہ قبل وجود خود باطن خدا تھا اور خدا ظاہر بندہ۔'' اور ص ۳۷ میں لکھا ہے: ''عبد اور معبود کے درمیان فرق کرنا بعینہٖ شرک ہے۔''

۷: اس بات کی تصریح ابن عربی نے فصوص الحکم میں بار بار کی ہے لکھتا ہے "من عرف

[1] تذكره الرشيد: ۲/ ۲٤۲ .

ماقررناه علم ان الحق المنزه هو الخلق المشبه"❶

یعنی جو ہماری ثابت کردہ بات کو سمجھ گیا وہ یقین کرے گا کہ جس معبود کی (تشبیہ بالخلق) سے پاکی بیان کی جاتی ہے وہ عین یہی مشابہت والی مخلوق ہے، اسی طرح ص ۷۶ اور ۷۷ میں لکھتا ہے: وهوى حيث الوجود عين الموجودات "یعنی وہ وجود کے لحاظ سے عین موجودات ہے۔" اس کے بعد بھی آیا کسی تاویل کی گنجائش باقی ہے؟

۸: شیخ الاسلام ابن قیم نے ان کے عقیدے کی مزید تشریح و وضاحت کی ہے۔

وہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف "القصيدة النونية" ص ۲۱ میں فرماتے ہیں:

فَأَتَى فَرِيق ثُمَّ قَالَ وَجَدْتُهُ
هَذَا الْوُجُودَ بِعَيْنِهِ وَ عَيَانِ
مَا ثَمَّ مَوْجُود سِوَاهُ وَأَنَّمَا
غَلِطَ اللِّسَانُ فَقَالَ مَوْجُودَانِ

"پھر ایک گروہ نے آ کر کہا میں نے اس کو اپنی آنکھوں سے پا لیا ہے کہ وہ (انسان اور اللہ) ایک ہی وجود تھے۔ اس (اللہ) کے سوا اور کوئی وجود نہیں ہے، زبان کو غلطی لگی جب اس نے کہا موجودات دو ہیں۔"

۹: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے فتاوی جلد ۲ اور دیگر بہت سی کتب میں اس بات کو بادلائل ثابت کیا ہے کہ عقیدہ وحدۃ الوجود وجود مطلق کے اثبات کا نام ہے اور اس کا مطلب خالق اور مخلوق کا ایک ہونا ہے۔ آپ کی بعض عبارات کا تذکرہ بعد میں آئے گا۔ ان شاء اللہ

۱۰: شیخ ابراہیم الحمد اپنی کتاب "مصطلحات في كتب العقائد و دراسته تحيلية" میں لکھتے ہیں:

((الاتحاد العام هو اعتقاد كون الموجود هو عين الله عزوجل

---

❶ فصوص، ص: ۷۸.

بمعنی ان الخالق متحد بالمخلوقات جمیعها وهذا هو معنی وحدة الوجود.))

یعنی عقیدہ اتحاد کا مطلب یہ ہے کہ خالق کا وجود مخلوقات کے ساتھ متحد ہے اور یہی وحدۃ الوجود کا معنی ہے۔

۱۱: امام ابن ابی العز الحنفی فرماتے ہیں: "وهؤلاء ظنوا ان الوجود المخلوق هو الوجود الخالق کابن عربی وأمثاله" (شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص۴۹۲)

یعنی "ان (صوفیاء) کا گمان ہے کہ وجودِ مخلوق عین وجودِ خالق ہے جیسا کہ ابن عربی اور اس کے ساتھیوں کا عقیدہ ہے۔"

(۹) نویں بات:...... اہل السنۃ والجماعۃ کے تمام محققین علمائے کرام کا یہ متفق علیہ فتوی ہے کہ عقیدہ وحدۃ الوجود اور توحید وجودی کفریہ اور شرکیہ عقیدہ ہے بلکہ یہ یہود اور نصاری کے کفر سے بھی بڑھ کر کفر ہے۔ والعیاذ باللہ

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرک تو اس لیے مشرک ہوا کہ اللہ رب العالمین کے ساتھ کسی بت یا قبر وغیرہ کو شریک ٹھہرایا تو کیا وہ شخص مشرک نہیں ہوگا جو اللہ رب العلمین کے ساتھ تمام مخلوقات کو شریک ٹھہراتا ہے۔ بلکہ اللہ کو نقصان اور حدوث کی صفات کے ساتھ موصوف مانتا ہے۔ تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً

علماء اہل السنۃ کے چند فتاوی مندرجہ ذیل ہیں:

۱: امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ابن عربی کے متعلق لکھتے ہیں:

((وعلق شیئا کثیراً فی تصوف اهل الوحدة و من أردأ توالیفه کتاب الفصوص فان کان لاکفر فیه فما فی الدنیا کفر نسال الله العفو والنجاة.)) [1]

"(ابن عربی) نے وحدۃ الوجود والوں کے تصوف کے بارے میں بہت کچھ لکھا

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۴۸/۲۳.

اور اس کی تصانیف میں سے سب سے گھٹیا تصنیف الفصوص ہے اگر اس میں کفر نہیں تو پھر دنیا میں کہیں کفر ہے ہی نہیں۔''

۲: شیخ الاسلام ابن القیم عقیدۃ وحدۃ الوجود والوں پر افسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((یا امة قدصار من کفرانها جزء یسیر جملة الکفران .)) ❶

''تعجب ہے اے اہلیان امۃ اس عقیدے کے کفر کا ایک حصہ بھی تمام کفروں کے ساتھ مساوی ہے۔''

۳: علامہ بقاعی (رحمتہ اللہ وغفرلہ) نے امت کا اجماع نقل کیا ہے کہ جو وحدۃ الوجود کا معتقد ہے اور یہ کہتا ہے کہ اللہ اور مخلوق ایک ہیں تو وہ کافر ہے۔ (مصرع التصوف)

۴: شیخ الاسلام بطل اہل السنۃ امام ابن تیمیہ (الذی لم یخف فی اللہ لومة لائم) فرماتے ہیں:

((وهـو لاء اعظم کفرا من جهة ان هو لاء جعلوا عابد الاصنام عـابـداً لِلّه لا عابدا لغیره وان الاصنام من الله بمنزلة اعضاء الانسـان من الانسان و بمنزله قوی النفس من النفس .... و ان قولهم یتضمن الکفر بجمیع الکتب والرسل .))

یعنی ''یہ (وحدۃ الوجود والے) بہت بڑے کفر کے مرتکب ہیں کیونکہ ان کے نزدیک بت پرست بھی اللہ کا عابد ہے۔ بتوں اور اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسی ہے جیسے انسان کے اعضاء کی حیثیت انسان سے ہے اور جیسے صفات نفسانی کی حیثیت نفس سے ہے۔ بلکہ ان کا یہ عقیدہ (صرف شریعۃ محمدی سے نہیں) تمام نازل شدہ آسمانی کتابوں اور تمام رسولوں سے کفر ہے۔''

۵: علامہ مناوی کہتے ہیں: ''ابن سبعین وحدۃ مطلقہ کا قائل تھا جس کی وجہ سے بہت سے علماء نے اس پر طعن و تشنیع کی اور وہ اتحاد اور حلول کا بھی قائل تھا جس کی وجہ سے بہت

❶ النونیة: ۲۳.

سے علماء نے اسے کافر کہا اللہ اس پر رحم نہ کرے۔" ❶

٦: علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی فرماتے ہیں:

((قاتل الله من عدهذه الطائفة من امة محمد ﷺ وهم برآء من جميع الانبيآ عليهم السلام ولا اظن احداً يعرف قولهم و فی قلبه مثقال ذرة من ايمان فيستريب فی امرهم ويعرف انهم مباينون للدين كل المباينة . .)) ❷

"اللہ اس شخص کو ہلاک کرے جو اس فرقہ کو امت محمد ﷺ میں شمار کرتا ہے حالانکہ یہ لوگ (فرقہ) تمام انبیاء سے الگ تھلگ ہیں اور میرا یہ گمان نہیں کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو اور اسے ان کے عقیدہ کی حقیقت معلوم ہو تو وہ ان کے بارے میں شک کرے (بلکہ وہ) سمجھے گا کہ یہ تمام ادیان سے بالکل جدا ہیں۔"

۷: علامہ بقاعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

((ولا يسع احداً ان يقول انا واقف اوساكت لااثبت ولا انفی لان ذالك يقتضی الكفر لأن الكافر من انكر ماعلم من الدين بالضرورة ومن شك فی كفر مثل هذا كفر و لهذا قال ابن المقری فی مختصر الروضه من شك فی كفر اليهود والنصارى وطائفة ابن عربی فهو كافر .))❸

"کسی کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ (ان کی تکفیر میں) توقف یا سکوت اختیار کرے کیونکہ (ان کا عقیدہ) کفر ہی کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ کافر وہ ہوتا ہے جو دین کی ضروریات کا انکار کرے اور جو ان جیسوں کے کفر میں شک کرتا ہے تو وہ

---

❶ جلاء العينين فی محاكمة الاحمدين ٨١-٨٢.

❷ توضح النونية ص ١٧٧.   ❸ مصرع التصوف ٢٢٥.

خود بھی کفر کا مرتکب ہے۔ اسی وجہ سے ابن مقری نے کہا ہے ''جو شخص یہود و نصاریٰ اور ابن عربی کے گروہ کے کفر میں شک کرے تو وہ خود کافر ہے۔''

علامہ بقاعی نے مزید علماء کے اقوال بھی ابن عربی اور اس کے گروہ کی تکفیر میں نقل کیے ہیں۔ جسے ہم طوالت کی وجہ سے ترک کر دیتے ہیں۔

علامہ دکتور شمس الدین سلفی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

((هذا صريح فى ان السمآء والارض و ما فيهما من الاجسام العظام كالجبال والاجرام والبحار والاشجار والاحجار والانهار بل الدواب والكلاب وللقردة والخنازير وانية الخمور وغيرها هوالله بعينه۔ نعوذ بالله من هذا الكفر البواح والحاد الصراح .))[1]

''(وحدۃ الوجود کا عقیدہ) اس بات کی صراحت ہے کہ زمین و آسمان اور اس میں جو کچھ بھی ہے بلکہ تمام جانور کتے، بندر، خنازیر اور شراب کے برتن وغیرہ یہ سب کچھ بعینہ اللہ ہے۔ ہم اللہ سے ایسے واضح کفر اور صریح الحاد سے پناہ مانگتے ہیں۔''

ہم یہاں انہی فتاویٰ پر اکتفاء کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس عقیدے کی نشأۃ کی وجہ یا تو یہ ہے کہ بعض یہود و نصاریٰ ظاہراً اسلام میں داخل ہو گئے تھے لیکن غرض فساد پھیلانا تھا انہوں نے مسلمانوں میں باطل نظریات کو پھیلایا۔ اور یا یہ وجہ ہے کہ ان صوفیوں نے قرآن اور سنت کو پس پشت ڈال دیا اور قرآن و سنت و عقل صحیح سے ثابت ایک ہزار سے زائد دلائل کو بھول گئے جن میں صراحت ہے کہ اللہ عرش پر مستوی ہے اور تمام مخلوق سے جدا ہے اور اس کے مقابلہ میں ابن عربی جیسے کافر سے متاثر ہو گئے۔ تو (کتاب و سنت سے اعراض کی بدولت) اللہ نے ان سے ایمان چھین لیا اور

---

[1] الماتریدیہ ۱/۹۱۰، ۱۹۳

وحدۃ الوجود و توحید وجودی جیسے کفر یہ عقائد میں ملوث ہو گئے۔ کیونکہ جو بھی ہدایت قرآن و سنت کے علاوہ کسی اور چیز میں طلب کرے گا وہ ضرور گمراہ ہو گا۔

لہٰذا جو بھی اللہ کی فوقیت کا انکار کرے گا یا تو عقیدہ حلول کا معتقد ہو گا یا پھر وحدۃ الوجود اور توحید وجودی کا معتقد ہو گا۔ نسأل اللہ السلامۃ

(۱۰) **دسویں بات:**...... ابن عربی، ابن الفارض، ابن سبعین اور ان کے اتباع کا عقیدہ کفر یہ ہے اور یہ سب اسلام سے خارج ہیں۔ پس جو بھی ان کی طرح اعتقاد رکھے وہ بھی کافر ہے اور اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔

یہاں چند علماء حق کے فتاوی نقل کیے جاتے ہیں۔

۱: امام ذہبی کا قول گزر چکا ہے۔ **فان كان لاكفر فيه فمافي الدنيا كفر ۔ یعنی** اگر اس میں کفر نہیں تو پھر دنیا میں کہیں بھی کفر نہیں۔

۲: امام عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں (ابن عربی کے بارے میں) **شيخ سوء كذاب يقول بقدم العالم ولايحرم فرجًا**

''وہ بدترین اور کذاب شیخ ہے۔ عالم (کائنات) کے قدیم ہونے کا معتقد ہے اور کسی شرمگاہ کو حرام نہیں سمجھتا ہے۔'' ❶

۳: امام ابن حیان فرماتے ہیں: ''**بالغ ابن المقرى فى الروضة فحكم بكفر من شك فى كفر طائفة ابن عربى۔**'' (کتاب شذرات)

''ابن المقری نے اپنی کتاب الروضۃ میں فرمایا: ''جو ابن عربی اور اس کے گروہ کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔''

۴: ملا علی قاری نے امام ابن دقیق العید اور امام عزالدین بن عبدالسلام کے اقوال نقل کیے کہ ابن عربی جھوٹا اور عالم (کائنات) کے قدیم ہونے کا قائل ہے۔ ❷

---

❶ سیر اعلام النبلاء ۲۳/۴۸.

❷ الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود.

۵: امام ابوزرعۃ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا شك في اشتمال الفصوص المشهورة على الكفر الصريح الذي لا يشك فيه."
"اس میں کوئی شک نہیں کہ فصوص الحکم کفر صریح پر مشتمل ہے۔"

٦: امام ابن حیان فرماتے ہیں:
((و من ذهب من ملاحدتهم الى القول بالاتحاد والوحدة كالحلاج و ابن عربي و ابن الفارض و ابن سبعين والعفيف التلمساني و تلاميذهم و كل من رضي بمذهبهم .... ان من اعتقد احقية عقيدة ابن عربي كافر بالاجماع بلانزاع.))
"اور جو ملحدین وحدۃ الوجود کے قول کی طرف گئے ہیں مثلاً حلاّج، ابن عربی، ابن فارض، ابن سبعین، عفیف تلسمانی اور ان کے تلامذہ اور ہر وہ شخص جو ان کے مذہب سے راضی ہے...... اور ابن عربی کا عقیدہ حق گردانتا ہے وہ بالاجماع کافر ہے۔" [1]

۷: مفسر آلوسی کے نواسے علامہ نعمان الوسی اپنی کتاب جلاء العینین ص ۸٦ میں لکھتے ہیں:
ابن عربی کے بارے میں لوگ تین اقسام پر ہیں:

❀ پہلی قسم وہ لوگ ہیں جنہوں نے تصریح کی ہے کہا ابن عربی شریعت مخالف باتوں کی وجہ سے کافر ہے اور انہوں نے اس کے بارے میں مختصر اور طویل کتابیں لکھیں ہیں جیسے علامہ سخاوی کی کتاب اور علامہ سعد التفتازانی کی کتاب، محقق ملاعلی القاری کی کتاب اور بعض نے مستقل کتابیں نہیں لکھیں لیکن اپنی کتابوں کے ضمن میں اس کا ذکر کیا جیسا حافظ ابن حجر لسان المیز ان میں لکھتے ہیں: وحطّ عليه و نسب الى سوء الاعتقاد پھر ملاعلی القاری، ابن دقیق العید، عزالدین اور ابوزرعہ ابن العراقی: علامہ ابوزرعۃ نے مزید کہا: لا شك في اشتمال الفصوص المشهورة على

---

[1] ان حوالوں کے لیے دیکھیے: حوار مع الصوفية ص ۵۰ ۔

الکفر الصریح الذی لایشك فیه کذالك فتوحاته المکیة فان صح صدور ذالك عنه واستمر علیه الی وفاته فهو کافر مخلد فی النار بلاشك۔))

یعنی ''اگر وفات تک وہ اسی عقیدہ پر مرا تو وہ کافر مخلد فی النار ہے۔ اور اسی بات کی تصریح شیخ الاسلام سراج الدین البلقینی نے بھی کی ہے کہ ابن عربی کافر ہے۔''

اور یہی بات رضی الدین ابوبکر المعروف بابن الخیاط اور قاضی شہاب الدین ... بہت سے علماء نے کی ہے۔

پھر علامہ آلوسی نے امام ابوحیان کی عبارۃ نقل کی ہے۔(وھو فی تفسیرہ ۴/ ...) جس میں ابن عربی اور اس کے اتباع کا نام لے لے کر تکفیر کی ہے پھر فرمایا ہے:

((انما سردت اسماء هولاء نصحًالدین الله تعالی یعلم الله تعالی ذالك وشفقة علی ضعفاء المسلمین ولیحذروا منهم اشدمن الفلاسفة الذین کذبوا الله ورسوله ویقولون بقدم العالم وینکرون البعث وقداولع جهلة من ینتمی للتصوف بتعظیم هولاء وادعائهم انهم صفوة الله تعالیٰ و اولیاء.))

'' اللہ تعالیٰ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ میں نے ترتیب کے ساتھ یہ نام محض اللہ کے دین کی خیر خواہی اور کمزور مسلمانوں پر شفقت کرتے ہوئے ذکر کیے ہیں تاکہ مسلمان ان فلاسفہ سے زیادہ ان سے بچیں اور محتاط رہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولتے ہیں اور عالم کے قدیم ہونے کے قائل ہیں اور موت کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں اور جاہل لوگ جو اپنے آپ کو تصوف کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ ایسے لوگوں کی تعظیم کے دلدادہ ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء اور اس کے پسندیدہ لوگ ہیں۔''

(اور یہ بات امام ابوحیان نے آیت ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ

الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ کے تحت ذکر کی ہے۔)

۷: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

((ثم اعلم ان من اعتقد حقيه عقيدة ابن عربى فكافر بالاجماع من غير نزاع و انما الكلام فيما اذا أول كلامه بمايقتضى حسن مرامه وقد عرفت من تاويلات من تصدى لتحقيق هذا المقام انه ليس هناك ما يصح اويصلح عنه دفع الملام بقى من شك وتوهم ان هناك بعض التأويل الا انه عاجز عن ذالك القبيل فقد نص العلامة ابن المقرى كما سبق ان من شك فى كفر اليهود و النصارى وطائفة ابن عربى فهو كافر وهوأمر ظاهر و حكم باهر و اما من توقف فليس بمعذور فى امره بل توقفه سبب كفره .))

''پھر اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ جس کسی نے ابن عربی کے عقیدے کے درست ہونے کا عقیدہ رکھا تو ایسا آدمی بغیر کسی اختلاف کے بالاجماع کافر ہے۔ اختلاف اور کلام صرف اسی وقت ہے جب وہ اپنے کلام کی ایسی تاویل کرتا ہو جو اس کے مقصد کے اچھا ہونے کا تقاضا کرتی ہو...... علامہ ابن المقری نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ جس نے یہود و نصاریٰ اور ابن عربی کے طائفہ کے کفر میں شک کیا تو وہ کافر ہے، یہ ایک ظاہری معاملہ اور واضح حکم ہے۔ رہی بات اس شخص کی جس نے توقف کیا تو وہ اپنی اس بات میں معذور نہ ہوگا بلکہ اس کا توقف کرنا اس کے کفر کا سبب ہے۔''

((فقال فى آخر الرسالة: فالواجب على الحكام فى دارالأسلام ان يحرقوا من كان على هذه المعتقدات الفاسدة و التأويلات الكاسدة فانهم انجس ممن ادعى ان عليا هوالله

و قـداحرقه علی رضی الله عنه ويجب احراق كتبهم المؤلفة ويتعيـن عـلـى كـل أحـد ان يبين فساد شقاقهم فان سكوت الـعـلـماء واختلاف ألاراء صار سببا لهذه الفتنة وسائر انواع البـلاء فـنسـأل الـلـه تعالىٰ حسن الخاتمة اللاحقة المطابقة للسعادة السابقة آمين .))

''وہ (ابن المقری) رسالے کے آخر میں کہتے ہیں: دارالاسلام کے حکمرانوں پر واجب ہے کہ جو بھی یہ فاسد نظریات اور باطل تاویلات رکھتا ہو اس کو جلا دیں کیونکہ یہ ان لوگوں سے بھی زیادہ نجس ہیں جنہوں نے سیدنا علی کے الٰہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا دیا تھا۔اسی طرح ان کی لکھی ہوئی کتابوں کو بھی جلانا واجب ہے۔اور ہر آدمی پر واجب ہے کہ وہ ان کی مخالفت کے فساد کو واضح کرے کیونکہ علماء کا سکوت اور آراء کا اختلاف بہت سے دیگر فتنوں کا سبب بن گیا ہے۔ہم اللہ تعالیٰ سے اچھے خاتمے کا سوال کرتے ہیں۔آمین''

۸: اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن قیم نے بھی بہت کچھ اس موضوع میں لکھا ہے۔ جس کے کچھ حوالے گزر چکے ہیں۔

۹: ابن کثیر نے البداية والنهاية ۱۳ / ۱۶۷ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ فصوص الحکم میں کفریہ باتیں ہیں۔

علمائے امت کے فتاویٰ دیکھنے کے لیے بقاعی کی کتاب '' تـنبيه البغی الیٰ تكفير ابن عربی'' دیکھئے ص ۱۳۷۔تا ص ۱۶۷

۱۱: گیارھویں بات:...... یہ مہم مسئلہ ہے کہ جو شخص اختیاری حالت میں کلمہ کفر پر تلفظ کرے یا اسے اپنی کتابوں میں لکھے اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دے تو وہ بلاشک و شبہ کافر ہے اور اس کی باتوں کی تاویل ناجائز ہے۔

تاویل تو اس شخص کے کلام میں کی جائے گی جس کی عصمۃ صریح اور واضح براہین شرعیہ سے ثابت ہو۔ رہا جس کے بارے میں کفر اور خطاء کا احتمال ہو اس کے کلام میں تاویل جائز نہیں۔

یہاں ہم مذاہب اربعہ وغیر اربعہ کے چند علماء کی تصریحات نقل کر دیتے ہیں تا کہ مسئلہ کی وضاحت ہو جائے۔

۱: امام الحرمین لکھتے ہیں:

((قال الاصولیون لونطق بکلمة الردة وزعم انه اضمر توریه کفر ظاهرا وباطناً .)) ❶

''یعنی جو بھی کلمہ ارتداد منہ سے نکالتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے دل میں توریہ ہے (یعنی دل میں کفر وارتداد مراد نہیں) یہ کافر ہوگا۔ ظاہراً و باطناً۔''

۲: علامہ غزالی نے یہی بات نقل کر کے تائید کرتے ہوئے کہا ہے:

((لحصول التهاون منه .))

۳: علامہ علاء الدین علی بن اسماعیل القونوی فرماتے ہیں: ''ہم اس شخص کے کلام میں تاویل کرتے ہیں جس کی عصمت (نصوص شرعیہ سے) ثابت ہو (جیسے انبیاء) تا کہ اس کی دونوں باتوں میں تطبیق ہو جائے کیونکہ ان سے خطاء (عقیدے کے باب میں) نہیں ہوتی جس کی عصمت ثابت نہیں اور اس پر خطاء، گناہ اور کفر میں واقع ہونا جائز ہو تو ہم اس کی ظاہری کلام پر فیصلہ کریں گے۔ ولا یقبل منه ما اول

((کلامه علیه منمالا یحتمله اومما یخالف الظاهر و هذا هو الحق .)) ❷

۴: غزالی نے مزید کہا: ((فی اول کتاب العلم من احیاء العلوم) ان الکلام ان کان ظاهراً فی الکفر بالاتحاد فقتل واحد ممن یقول به افضل

---

❶ تنبیة البغی ص٢٦.   ❷ تنبیه البغی ص ٦٥.

من احیاء عشرة انفس .))

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح الفقہ الاکبر میں (ص ۲۳۱) لکھتے ہیں:

((قلت فالعبارات المیمیه للفارضیة فی قصیدته الخمریة و کذا فی اشعار ای فظیه والقاسمیة کلمات کفریة لمن حملها علی المعانی الظاهریة کاهل الاتحادو الاباحة پھر لکھا من قال کلمة الکفر هاذلاکفر .))

یعنی ابن فارض نے جو قصیدہ میمیہ لکھا اس کو اگر ظاہری معانی پر حمل کریں تو وہ سب کلمات کفریہ ہیں اور جو شخص کفر کا کلمہ مذاق میں بھی کہے تو وہ کافر ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن عربی کی کتابوں میں صراحتاً کفر موجود ہے جیسے العبدرب اور فرعون کی نجات کا اعتقاد رکھنا اور جہنم کی آگ کو (نعیم) عیش کی جگہ کہنا جیسا کہ بقاعی نے نقل کی ہیں۔ اور اس کی کتابیں کسی عبرانی یا سریانی زبان میں نہیں کہ اسے کوئی نہ سمجھے بلکہ واضح عربی زبان میں ہیں۔ لہٰذا ان میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔

اب ہم ڈاکٹر اسرار کی طرف آتے ہیں۔ جو کہتا ہے کہ میں ابن عربی جیسا عقیدہ رکھتا ہوں اور وحدۃ الوجود کو توحید وجودی کا نام دیتا ہے اور اللہ رب العالمین کی تشبیہ لکڑی میں لگی ہوئی چنگاری کے ساتھ دیتا ہے اور سمندر کی امواج کے ساتھ بھی اللہ کی مثال بیان کرتا ہے۔ تو ہم سب سے پہلے اسے نصیحت کرتے ہیں کہ اللہ رب العالمین کی اس عظیم بے ادبی سے اللہ کی طرف اعلانیہ توبہ کرے۔ اور اسے یہ نصیحت کرتے ہیں کہ اس فتنہ کو جگانے کی کوشش نہ کرے جسے ماضی قریب میں اللہ نے علماء کی کوششوں کی وجہ سے بجھا دیا تھا اگر وہ پھر بھی مصر ہے تو ہمارا یہی فتویٰ ہے (و لا نخاف فی الله لومة لائم) کہ جو بھی عقیدہ وحدۃ الوجود کا حامل ہو وہ کافر و مرتد ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں نہ اس پر نماز جنازہ جائز ہے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کرنا جائز ہے اور اس کی بیوی پر طلاق سمجھی جائے گی اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ناجائز ہے۔

یہی ہمارا عقیدہ ہے اور اللہ رب العالمین کے سامنے اسی عقیدہ کے ساتھ جائیں گے۔ ان شاء اللہ اگر عقیدہ وحدۃ الوجود کفر نہیں تو دنیا میں کفر ہے ہی نہیں۔

مزید یہ کہ ڈاکٹر اسرار اور بہت سے اسلام مخالف نظریات کا حامل ہے جیسے اقتصادیات میں مساوات کا قائل ہے اور خلافت کے حصول کا فریضہ اس کے نزدیک دھرنا دینا ہے۔ جس کی اسلام میں کوئی گنجائش ومثال نہیں۔

اسی طرح لوگوں سے اپنی تنظیم میں داخل ہونے کے لیے بیعت لینا حالانکہ بیعت غیر نبی کے لیے لینا بدعت ہے جیسا کہ اس مسئلہ کی تفصیل ہم نے فتاوی الدین الخالص ج ۹ میں کی ہے۔

اسی طرح اکثر طور پر نظریہ ارتقاء کی باتیں بھی کرتا ہے جو کہ ڈارون کا نظریہ ہے۔

فليحذر المسلمون من شره ولينصحوا لأنفسهم

وصلى الله وسلم على نبينا محمد و على اله و صحبه اجمعين

شق ثانی کے بارے میں:

ابن بطوطہ نے شیخ الاسلام کے بارے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل باطل اور بے اصل ہے۔

کیونکہ **اولاً** کسی کے عقیدہ کے بارے میں ہر انسان کی اپنی بات اور عبارت کا ہونا لازم ہے۔ ہم دیکھتے ہیں تو شیخ الاسلام نے اس طرح کا دعوی کرنے والے لوگوں کو کافر کہا ہے۔

فرماتے ہیں:

((من قال ...... نزوله كنزولي او استواءه كاستوائي- فهو خبيث مبطل بل كافر .)) ❶

مزید فرماتے ہیں:

((ونزول الله ليس مثل نزول احبساد العباد .)) (۵/۴۷۸)

مزید:

((لايكيف نزول الله .)) (۵/۴۶۰)

---

❶ مجموع الفتاوى ۱۱/۴۸۲.

مزید لکھتے ہیں:

((القول فی النزول کالقول فی سائر الصفات .)) (۱۹۵/۵)

کیا ان تصریحات کے باوجود جو کہ شیخ الاسلام کی اپنی تصریحات ہیں۔ ہم ابن بطوطہ کے قول کو تسلیم کریں گے۔ کلا وحاشا!

ثانیاً: جن لوگوں نے ان کا خطبہ اس وقت سنا اور اگر واقعی شیخ الاسلام نے یہ بات کہی تو کیا ان میں سے کسی ایک نے بھی ان پر رد نہیں کیا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

ثالثاً: شیخ الاسلام کے بیسیوں عظیم علماء تلامذہ ہیں ان میں سے کسی نے بھی شیخ الاسلام کا یہ عقیدہ نقل نہیں کیا بلکہ ان سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ تمام صفات کو کسی تشبیہ و تمثیل کے بغیر مانتے تھے۔ جیسا کہ انہوں نے اس مسئلہ کی تفصیل پانچویں اور چھٹی جلد میں کی ہے۔

رابعاً: ابن بطوطہ جب دمشق میں داخل ہوا تو یہ ۹ رمضان ۷۲۶ھ کا سنہ تھا حالانکہ شیخ اس وقت جیل میں محبوس تھے اور جیل سے ان کی لاش ہی نکلی اور جیل میں ابن بطوطہ کے دمشق آنے سے ایک مہینہ قبل ۶ شعبان ۷۲۶ھ کو داخل ہوئے تھے۔

لہٰذا یہ بات یا تو ابن بطوطہ کی افتراءات میں سے ہے۔

اب ہم ان سے چند استفسارات کرتے ہیں۔

۱: رسول اللہ ﷺ نے دین کو پورا بیان کیا یا نہیں؟

اگر پورا بیان کیا ہے اور خاص طور پر عقیدہ کے باب میں تو کیا کبھی آپ نے اس نجس عقیدے کی طرف دعوت دی ہے؟

۲: کیا ممکن ہے کہ ایک عقیدہ جو نہ نبی علیہ السلام نے بیان کیا نہ سلف صالحین نے یہاں تک کہ ابن عربی جیسے دجال نے روم میں رہ کر یہود و نصاریٰ سے متاثر ہو کر اپنی طرف سے گھڑ کر ہم سے منوانے کی کوشش کی۔ کیا وہ صحیح ہو سکتا ہے؟

۳: تمام محدثین اور فقہاء اکرام نے اس عقیدہ سے اعراض کیوں کیا؟

۴: کیا تمام ادیان سے ممتاز دین اسلام میں بھی العیاذ باللہ عیسائیت کے عقیدہ تثلیث کی

طرح ایسی باتیں موجود ہیں جس کو دو تین فیصد لوگ ہی سمجھ سکیں؟ کلا وحاشا!

۵: کیا ہم ایسے شخص سے عقائد لیں گے جو بندہ اور اللہ کو ایک گردانتا ہے اور فرعون کے مومن ہونے کا قائل ہے؟

٦: کیا اسلام جیسے واضح دین میں بھی کبھی ایسا عقیدہ پایا جا سکتا ہے جس کو سمجھنے کے لیے عقل، فطرۃ اور کتاب وسنت کو بالائے طاق رکھنا پڑتا ہو اور اوہام کے تابع ہو کر ماننا پڑتا ہو؟

۷: صحابہ اور سلف صالحین اور امت کے تمام علماء کو حقائق سے بے خبر اور اہل ظواہر سے تعبیر کیا جائے کیا یہی تمہارا عقیدہ ہے؟

میں کہتا ہوں کہ اس عقیدے کے کفر میں کسی مسلمان کو شک ہو ہی نہیں سکتا۔

لیکن تعجب اور افسوس ہے ان لوگوں پر جو کہ اپنے آپ کو علم کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن ان لوگوں کے کفر میں شک کرتے ہیں۔

﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُم بِمَا كَسَبُوا أَتُرِيدُونَ أَن تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللّٰهُ وَمَن يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا﴾ (النساء: ۸۸)

❀❀❀❀

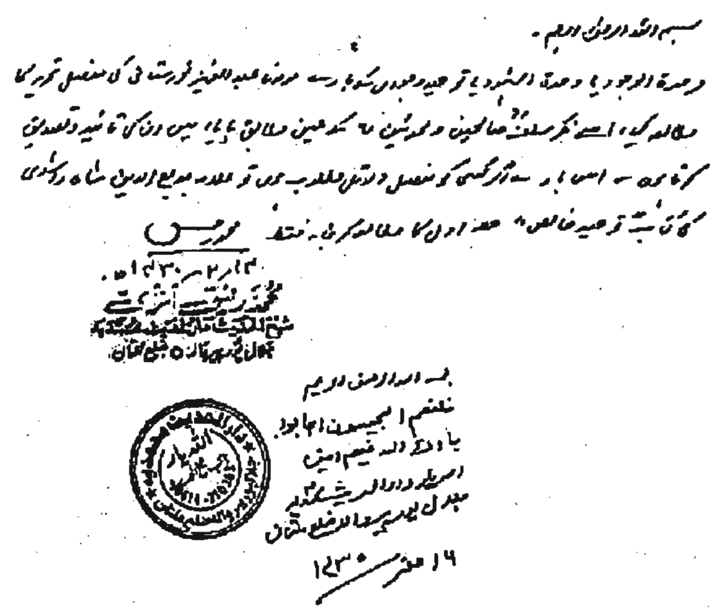

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ أما بعد:

وحدۃ الوجود یا وحدۃ الشہود یا توحید وجودی کے بارے میں مولانا عبدالعزیز نورستانی حفظہ اللہ کی مفصل تحریر کا مطالعہ کیا، اسے فکر سلف صالحین ومحدثین رحمہم اللہ کے عین مطابق پایا، میں ان کی تائید وتصدیق کرتا ہوں۔ اس بارے اگر کسی کو مفصل دلائل مطلوب ہوں تو علامہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''توحید خالص'' حصہ اوّل کا مطالعہ کریں۔ فقط

وصلی اللہ علی نبینا محمد والہ وصحبہ وسلم

محمد رفیق الاثری [1]

شیخ الحدیث، دارالحدیث محمدیہ، جلال پور پیروالہ، ضلع ملتان

---

[1] الشیخ محمد رفیق اثری حفظہ اللہ عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیت ۱۹۳۷ میں ریاست پٹیالہ ہندوستان کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے ۔۱۹۴۷ میں ہجرت کر کے جلال پور پیر والا آ گئے ۔۱۹۵۸ میں دارالحدیث محمدیہ جلال پور سے سند فراغت حاصل کی اور استاذ العلماء شیخ الحدیث سلطان محمود اور الشیخ عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ علیہم سے شرف تلمذ حاصل کیا۔۱۹۵۶ سے دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیر والا میں شیخ الحدیث کے فرائض ادا کر رہے ہیں اور میدان تالیف میں بھی آپ ایک ممتاز مقام پر فائز ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ أما بعد

وحدۃ الوجود کی بھول بھلیاں ہوں یا وحدۃ الشہود کی موشگافیاں ہوں، ان کا ٹھیٹھ اسلام، جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب سیدنا محمد رسول ﷺ پر نازل کیا تھا، سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ ﷺ کے ارشادات یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فرمودات میں ان اصطلاحات اور اس کی تفصیلات کا کوئی تذکرہ نہیں۔ ایک مسلمان کے لئے ان اصطلاحات کی تعلیم وتفہیم قطعاً غیر ضروری ہے۔ بلکہ وحدۃ الوجود سے توحید اور شرک کی تفریق ختم ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بندگی اور ذکر وفکر کی سرشاریوں میں اگر بندۂ مومن اس درجہ محو ہو جائے کہ ماسوا اللہ کے اس کے دل میں کوئی گنجائش نہ رہے تو یہ عبدیت کی معراج ہے۔ مگر اس سے ماسوا کے وجود کی نفی محض وجودیوں کے ذہن کی کرشمہ سازی ہے۔

سمندر اور اس کی لہروں سے وحدت الوجود پر استدلال جیسا کہ استفتاء میں ڈاکٹر اسرار صاحب کے حوالے سے نقل ہوا ہے، نیا نہیں بلکہ وجودیوں کی پرانی دلیل ہے۔ مگر اس میں بنیادی سقم یہ ہے کہ یہاں تعلق تو کل اور جز کا ہے مگر وحدت الوجود کا فکر کیا اللہ تعالیٰ کے حصص اور اجزاء کی اجازت دیتی ہے؟ اور کیا یہ تصور اسلام ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس فکر کے تار و پود کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ بہرحال وحدۃ الوجود کا تصور صوفیا کی اُپج ہے اسلام کے بنیادی عقائد کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ مولانا نورستانی رحمہ اللہ نے اس حوالے سے ڈاکٹر صاحب کے وساوس کا خوب ازالہ کیا ہے اور مسلک سلف کی ترجمانی کی ہے۔ جزاء اللہ احسن الجزاء۔

البتہ یہاں ایک بات کا اشارہ مناسب سمجھتا ہوں وہ یہ کہ "وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ" کے حوالے سے وجودیوں کی بات دہراتے ہوئے ڈاکٹر اسرار صاحب کا کہنا کہ یہاں ''صفات کے اعتبار سے معیت مراد لینا تاویل ہے۔'' دراصل ''تاویل'' کے اطلاق کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ ائمہ محدثین "اھل الاھواء" کی تاویلات باطلہ کے بارے میں جب فرماتے

ہیں کہ یہ ''تاویل'' ہے تو اس سے مراد صحابہ کرام اور تابعین عظام کے برعکس محض رائے اور اپنے افکار باطلہ کی تائید میں بیان کی ہوئی ''تاویل'' مراد ہوتی ہے۔ اس آیت کی تفسیر صحابہ کرام سے ''معیت علمی'' ثابت ہے جیسا کہ مولانا نورستانی رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے۔ سلف کی اس تفسیر کے مقابلے میں ''معیت وجودی'' مراد لینا دراصل ''تاویل'' اور تفسیر بالرائے ہے جو بہر نوع غلط ہے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد والہ وصحبہ وسلم

ارشاد الحق اثری
8/3/2010

ارشاد الحق الاثری [1]

۸/۳/۲۰۱۰

❁❁❁❁

[1] الشیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ معروف محقق اور صاحبِ طرز مصنف ہیں آپ شعبہ تحقیق وتصنیف ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد کے مدیر اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے مجلس افتاء کے نگران ہیں آپ نے عربی اور اردو میں بہت سے کتب لکھی ہیں۔

شیخ الحدیث عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ

کتاب وحکمت اور قرآن سنت سے ثابت ہے کہ عالم مخلوق و مربوب ہے اور اللہ تعالیٰ خالق و رب ہے بس اسی سے عالم کے ذہنی صور، مرآتی عکوس وظلال اور دیگر قسم کے اوہام و خیال ہونے کی نفی نکلتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے ((کان اللہ ولم یکن شیء غیرہ.)) (صحیح بخاری) اس سے بھی مذکور بالا نظریہ کی نفی نکلتی ہے۔ حافظ ابن تیمیہ نے مجموع الفتاویٰ جلد ۲ ص ۱۱۱ سے لیکر ص ۳۵۰ تک دوسو سے زائد صفحات میں اس عقیدہ پر خوب تبصرہ فرمایا ہے تفصیل وہاں دیکھ لیں۔

باقی ''اللہ ایسے اترتا ہے جیسے میں اترا ہوں'' حافظ ابن تیمیہ پر بہتان ہے۔ "سبحانک ھذا بھتان عظیم" شک ہو تو حافظ صاحب موصوف کا رسالہ "شرح حدیث النزول" مطالعہ فرمالیں واللہ اعلم۔

(اُن کا ایک خط بنام منبر التوحید والسنۃ سے اقتباس)

ڈاکٹر اسرار احمد اور عقیدہ وحدت الوجود

الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ [1]

الشیخ زبیر علی زئی ماہنامہ الحدیث میں فرماتے ہیں:

''ابن عربی (صوفی) کی طرف منسوب کتاب :فصوص الحکم میں لکھا ہوا ہے:

"فأنت عبد و أنت رب" پس تو بندہ ہے اور تو ہی رب ہے۔'' [2]

ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا:

''میرے نزدیک اس کا اصل حل وہ ہے جو شیخ ابن عربی نے دیا ہے' جو میں بیان کر چکا ہوں' کہ حقیقت و ماہیت وجود کے اعتبار سے خالق و مخلوق کا وجود ایک ہے' کائنات میں وہی وجودِ بسیط سرایت کیے ہوئے ہے' لیکن جہاں تعین ہو گیا تو وہ پھر غیر ہے' اس کا عین نہیں۔ چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ یہ کائنات کا وجود ایک اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا وجود کا عین اور دوسرے اعتبار سے اس کا غیر ہے۔ یہ ابن

---

[1] محقق دوراں حافظ زبیر علی زئی ۲۵ جون ۱۹۵۷ کو حضرو ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم حاجی مجدد خان اپنے علاقے کی معروف مذہبی و سماجی شخصیت تھے۔ شیخ صاحب نے ۱۹۸۳ میں ایم اے (اسلامیات) پاس کیا۔ ۱۹۹۰ میں جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے سند فراغت حاصل کی۔ اور وفاق المدارس السلفیہ فیصل آباد کا امتحان بھی پاس کیا۔ ۱۹۹۴ میں ایم اے (عربی) پاس کیا۔ آپ نے بدیع الدین شاہ راشدی، عطاء اللہ حنیف بھوجیانی اور حافظ عبدالمنان نور پوری سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ عربی اور اردو کے موقر رسائل و جرائد میں آپ کے بے شمار تحقیقی مقالات شائع ہو چکے ہیں اور آپ کا ایک نمایاں کارنامہ ماہانہ مجلّہ ''الحدیث'' کا اجراء ہے۔

[2] ص ۷۷، شرح الجامی ص ۲۰۲.

عربی کا فلسفہ ہے۔اور ابن عربی ہمارے دینی حلقوں کی سب سے زیادہ متنازعہ فیہ (Controvercial) شخصیت ہیں۔ان کی حمایت اور مخالف دونوں انتہا کو پہنچی ہیں۔ہمارے صوفیاء کی عظیم اکثریت انہیں شیخ اکبر کے نام سے جانتی ہے۔ان کی کتابیں ''فصوص الحکم'' اور ''فتوحات مکیہ'' تصوف کی بہت اہم کتابیں ہیں۔دوسری طرف اختلاف بھی اتنا شدید ہے کہ امام ابن تیمیہؒ نے ان کو ملحد و زندیق قرار دیا ہے اور جو بھی شرعی گالی ہو سکتی تھی ان کو دی ہے۔میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اگر شیخ اکبر کی کسی بات کی تائید کر رہا ہوں تو وہ ان کا صرف یہ نظریہ ہے' باقی میں نے نہ فصوص الحکم کا مطالعہ کیا ہے' نہ فتوحات مکیہ کا۔'' [1]

معلوم ہوا کہ جس طرح ابن عربی وحدت الوجود کا قائل تھا، ڈاکٹر اسرار احمد کا بھی بعینہ وہی عقیدہ ہے۔(الحدیث، شمارہ نمبر:۴۷)

تنبیہ:...... وحدت الوجود کا عقیدہ باطل ہے۔ [2]

❁❁❁❁

---

[1] أم المسبحات یعنی سورۃ الحدید کی مختصر تشریح ص ۸۸.

[2] دیکھئے میری کتاب: علمی مقالات ج۲ ص ٤٦٠_٤٧٢.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ أما بعد:

وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود یا توحید وجودی کے بارہ میں مولانا عبدالعزیز نورستانی رحمہ اللہ اور مولانا عبدالسلام رستمی رحمہ اللہ کی تحریروں کا مفصل مطالعہ کیا۔ انہیں سلف صالحین اور محدثین کی فکر کے مطابق پایا۔ ہمیں لوگوں کو دعوت توحید کے لئے انبیاء علیہم السلام اور سلف کے منہج کو ہی اختیار کرنا چاہیے۔ اور یہ نئی نئی اصطلاحات جن میں تلبیس، تدلیس اور تعقیر ہو ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

واللہ تعالیٰ هو الموافق للصواب

وصلی اللہ علی نبینا محمد والہ وصحبہ وسلم

محمد شریف

۲۰/۳/۱۴۳۱ھ

حافظ محمد شریف

۲۰/۳/۱۴۳۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ:

۹۰ کی دھائی کی بات ہے ملتان کے کچھ منہج سلف صالحین سے وابستہ ہمارے دوست ڈاکٹر اسرار صاحب کی قرآنی، دینی اور تفسیری خدمات کی وجہ سے ان سے متاثر تھے اتفاقاً ڈاکٹر صاحب ملتان تشریف لائے' مسلم گراونڈ میں خطبہ جمعہ پڑھایا بعد میں ہم نے بھی ان ''متاثرین'' کے ساتھ ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کی۔ میں نے بذات خود استفسار کیا کہ'' عقیدہ وحدۃ الوجود'' کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمانے لگے یہ'' عقیدہ بڑے بڑے صوفیاء کا ہے اور صحیح ہے۔'' اس موقع پر دلائل کے اعتبار سے کچھ بحث بھی ہوئی جسے ان کے حواریوں نے ان کی گستاخی سمجھا۔ لیکن اب وہ'' متاثرین'' الحمد للہ ان کی شخصیت کے سحر سے نکل کر صرف کتاب وسنت سے دامن وابستہ کئے ہوئے ہیں۔

اس عقیدہ کو وہ صحیح سمجھتے تھے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے' حالانکہ اس عقیدہ کا باطل اور کفریہ ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے۔ دلائل شرعیہ نقلیہ سے ہٹ کر بھی عقلی دلائل بکثرت موجود ہین جن سے یہ نجس عقیدہ کفریہ قرار پاتا ہے۔ ایسے عقیدہ کے حامل شخص (جو بھی ہو) کے کفر میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

محترم ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن صاحب حفظہ اللہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے کہ انہوں نے احقاق حق اور اس کے اظہار کے لئے یہ محنت کی اور علمائے کرام کے فتاویٰ کو بھی جمع کیا ہے۔ اس مسئلہ کی بالتفصیل وضاحت'' التوحید الخالص'' اور فتاویٰ ابن تیمیہ میں موجود ہے۔

اخوکم فی اللہ

عبدالرحمٰن شاہین

۱۴ شوال ۱۴۳۱

عبدالرحمٰن شاہین صاحب ۱۹۶۵ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۵ء میں دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیروالا سے فارغ التحصیل ہوئے۔ شیخ صاحب کے اساتذہ میں سے الشیخ محمد گوندلوی، الشیخ سید بدیع الدین راشدی، شیخ الحدیث سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہم اور شیخ رفیق الاثری حفظہ اللہ شامل ہیں۔ شیخ صاحب اب الجامعہ الاسلامیہ ملتان کے رئیس العام ہیں۔

نظریہ وحدت الوجود اور ڈاکٹر اسرار احمد

حافظ محمد زبیر

حافظ محمد زبیر حفظہ اللہ نے نظریہ وحدت الوجود اور ڈاکٹر اسرار احمد نامی تحریر شائع فرمائی۔ اس کی اشاعت کا مقصد یوں بیان فرمایا:

''اس مختصر تحریر کا مقصد نہ تو شیخ ابن عربی کے موقف کی حمایت ہے اور نہ ہی ڈاکٹر اسرار احمد کے نکتہ نظر کا دفاع۔ اس تحریر کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ جس نے بھی کتاب وسنت کی روشنی میں ڈاکٹر اسرار احمد کے موقف پر نقد کرنی ہو وہ پہلے ان کے موقف کو اچھی طرح سمجھے اور پھر نقد کرے......''

ڈاکٹر اسرار کے نظریہ وحدت الوجود اور ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود میں بنیادی اور جوہری فرق حافظ محمد زبیر صاحب یوں بیاں کرتے ہیں:

ابن عربی کا موقف:

محققین اہلِ علم کے مطابق وحدت الوجود کا نقطہ نظر سب سے پہلے ابن عربی (متوفی ۵۳۸ھ) نے ایک جامع فکر کی صورت میں پیش کیا...... ذیل میں ہم انتہائی اختصار کے ساتھ ممکن حد تک آسان الفاظ میں اس نظریہ کا ایک خلاصہ پیش کر رہے ہیں۔

فلسفہ اور فلاسفہ کا شروع ہی سے ایک بنیادی ذہنی خلجان یہ رہا ہے کہ ربط الحادث بالقدیم کے مسئلہ کو کیسے حل کیا جائے؟...... جبکہ شیخ ابن عربی نے اس ربط کو اپنے نظریہ وحدت الوجود کے ذریعے حل کیا ہے جس کی بنیادیں انہوں نے فرقہ باطنیہ سے حاصل کیں، جبکہ فرقہ باطنیہ نے یہ افکار یونانی فلسفے سے حاصل کیے تھے۔ شیخ ابن عربی نے قدیم سے حادث تک کے سفر کو 'تنزلات ستہ' کے ذریعے بیان کیا ہے...... شیخ ابن عربی کے تنزلات کو جاننے سے پہلے یہ مقدمہ جاننا ضروری ہے کہ

شیخ کے نزدیک ذات اور صفات الگ شے نہیں بلکہ اَسماء وصفاتِ باری تعالیٰ بھی عین ذات ہی ہیں۔

شیخ ابن عربی کے نزدیک ذاتِ الٰہی سے پہلا تنزل 'حقیقت محمدیہ' میں ہوا ہے اور یہ تنزل اللہ تعالیٰ کی صفت علم میں ہوا۔دوسرا تنزل ان کے نزدیک 'حقیقت محمدیہ' سے 'اَعیانِ ثابتہ' میں ہوا ہے۔اور تیسرا تنزل 'اَعیانِ ثابتہ' سے 'روح' میں ہوا ہے۔چوتھا تنزل 'روح' سے 'مثال' میں اور پانچواں 'مثال' سے 'جسم' میں اور چھٹا 'جسم' سے 'انسان' میں ہوا ہے...... ابن عربی کے اس فلسفہ کو اب ایک سادہ سی مثال سے سمجھنے کی کوشش کریں، مثلاً جب کوئی بڑھئی کسی میز کو بنانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے ذہن میں پہلے میز کا ایک اجمالی تصور آتا ہے اور اس کے بعد اب اس میز کا تفصیلی تصور آتا ہے۔یعنی پہلے اس کے ذہن، خیال یا تصور میں یہ بات آئے گی کی اس نے میز بنانی ہے۔اس کے بعد اگلے مرحلہ میں اس کے ذہن، تصور میں یہ بات آئے گی کہ اس نے کیسی میز بنانی ہے۔یعنی اس میز کے دراز ہوں گے یا نہیں؟ اس میز میں نیچے پاؤں رکھنے کی جگہ ہوگی یا نہیں؟ اس میز کی لمبائی، چوڑائی کتنی ہوگی؟ وغیرہ ذلک۔

شیخ ابن عربی یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو بنانے کا ارادہ کیا تو اس کا ایک اجمالی تصور کیا اور یہ اجمالی تصور ان کے ہاں 'حقیقت محمدیہ' کہلایا...... 'حقیقت محمدیہ' کو صوفیاء کے ہاں 'مرتبہ وحدت' اور 'موجود اجمالی' اور 'حقیقۃ الحقائق' اور 'عقل اوّل' اور 'عالم صفات' اور 'ظہور اوّل' اور 'عالم رموز' اور 'اُمّ الفیض' وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔۔۔۔ابن عربی کے نزدیک اس اجمالی تصور اور خیال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیدا کرنے والی مخلوق کا تفصیلی تصور اور خیال کیا اور اس مقام کا نام شیخ ابن عربی کے ہاں 'اَعیانِ ثابتہ' ہے۔اس مرتبے صوفیاء کے ہاں 'مرتبہ واحدیت' اور 'قابلیت ظہور' اور 'وجودِ فائض' اور 'ظل ممدود' وغیرہ جیسی اصطلاحات سے تعبیر کیا جاتا ہے......ان تین مراتب یعنی 'ذاتِ الٰہی' حقیقت محمدیہ [پیدا ہونے والی مخلوق کا اللہ کے علم میں اجمالی تصور] اور اعیانِ ثابتہ [پیدا ہونے والی مخلوق کا اللہ کے علم میں تفصیلی تصور] کو شیخ ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود میں 'مراتب الٰہیہ' کہتے ہیں، کیونکہ تنزلِ اوّل وثانی کی صورت میں اللہ کا اجمالی علم ہو یا تفصیلی علم وہ اللہ کی صفت ہے اور

اللہ کی صفات عین ذات ہیں، پس یہ تینوں اللہ کی ذات ہی کے مراتب ہیں۔شیخ ابن عربی کا فلسفہ وحدت الوجود کا مرکزی خیال یہاں ختم ہو جاتا ہے۔

اعیانِ ثابتہ کے بارے میں شیخ ابن عربی کا یہ نقطہ نظر نہایت اہم ہے کہ "الاعیان ماشمت رائحة الوجود الخارجی" یعنی اعیان ثابتہ نے خارج میں وجود کی بو بھی نہیں چکھی۔یعنی اللہ کے علم میں 'اعیان ثابتہ کے مطابق' خارج میں کوئی مخلوق وجود میں نہیں آئی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اعیانِ ثابتہ [یعنی اللہ کے علم میں پیدا ہونے والی اشیاء کے ہیولوں] کے مطابق خارج میں کوئی شے وجود میں نہیں آئی تو بقیہ چار تنزلات کا کیا معنی ومفہوم ہے؟ تیسرے، چوتھے، پانچویں اور چھٹے تنزل کے بارے میں شیخ ابن عربی کا کہنا یہ ہے کہ یہ درحقیقت اَعیانِ ثابتہ کا عکس اور سایہ ہیں۔یعنی چوتھے سے چھٹے تنزل تک تنزل اعیانِ ثابتہ کے عکوس وظلال میں ہوا ہے،لیکن یہ عکوس وظلال شیخ کے نزدیک اَعیان ثابتہ کا عین بھی ہیں،اس کو سادہ سی مثال سے یوں سمجھیں کہ جب ہم آئینہ سورج کے سامنے رکھیں تو ہمیں آئینے میں سورج کا عکس نظر آتا ہے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ آئینے میں موجود سورج کا کوئی حقیقی وجود نہیں ہے بلکہ وہ محض آسمان والے سورج کا عکس ہے۔دوسری اہم بات یہ ہے کہ آئینے میں جو ہمیں سورج نظر آرہا ہے وہ وہی سورج ہے جو آسمان میں ہے، کیونکہ اسی آسمان والے سورج کی شعاع نے آئینے سے ٹکرا کر اس کا عکس پیدا کیا ہے۔لہٰذا آئینے والے سورج کو آسمان والے سورج سے تعبیر کرنا صحیح ہے اور اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ آئینے میں جو سورج نظر آرہا ہے، یہ وہ آسمان والا سورج ہے تو اس کا یہ کہنا درست ہوگا......لیکن شیخ ابن عربی اس عکس کو عین مطابق نہیں بلکہ عین کہتے ہیں، کہ انہوں نے صفات کو ذات کا عین قرار دیا ہے...... درحقیقت اعیان ثابتہ یعنی اللہ کے علم یا تصور یا خیال سے باہر کسی شے کا خارجی وجود نہیں ہے۔اگر خارجی وجود ہے تو اَعیانِ ثابتہ کے عکس وظلال کا ہے اور انہی عکوس وظلال میں وہ تنزلات کے چار مراحل بیان کرتے ہیں ......شیخ ابن عربی کے بیان کردہ تیسرے، چوتھے اور پانچویں تنزل کو 'مراتبِ کونیہ' کا نام دیا جاتا ہے اور انہیں 'مراتبِ امکانیہ' بھی کہتے

ہیں یعنی ان مراتب کی اشیاء کے وجود کا اگرچہ خارج میں امکان ہے لیکن خارج میں ان اشیاء کا وجود نہیں ہے۔پس ابن عربی کے نقطۂ نظر کے مطابق یہ کائنات اور اس میں موجود ہر شے در حقیقت اللہ کا خیال اور تصور ہے اور اس کا کوئی خارجی وجود نہیں ہے۔پس خارج میں سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کے کوئی اور وجود نہیں ہے اور اسی کو صوفیاء وحدت الوجود کہتے ہیں......

ڈاکٹر اسرار احمد کا موقف:

ڈاکٹر اسرار احمد کے ہاں جب قدیم اور حادث کے باہمی ربط کا سوال پیدا ہوا تو انہوں نے اس مسئلے کا جو حل پیش فرمایا تو اس کی اصل بنیاد عقیدہ کی بجائے فلسفہ وعلم سائنس ہے۔اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ ربط الحادث بالقدیم کے ذیل میں وحدت الوجود کا جو نکتہ نظر ڈاکٹر صاحب پیش کرتے ہیں وہ ان سے پہلے اس صورت میں کسی نے پیش نہیں کیا......شیخ ابن عربی کے ہاں تنزلات کا سلسلہ اللہ کی صفت علم میں ہوا ہے اور چونکہ صفت علم ذات سے علیحدہ کوئی شے نہیں لٰہذا تنزل درحقیقت ذات میں ہی تمایز علمی کی صورت میں ہوا ہے،جبکہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ہاں تنزلات کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام میں ہوا ہے۔ڈاکٹر اسرار احمد کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا ' کن' کہا......ڈاکٹر اسرار احمد یہاں قدیم اور حادث کے ربط کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے پہلی مرتبہ مخلوق پیدا کرنی چاہی تو کلمہ ' کن' سے مخلوق پیدا نہیں ہوئی بلکہ کلمہ ' کن' نے ہی اس مخلوق کی صورت اختیار کر لی جس کو اللہ نے پیدا کرنا چاہا تھا۔گویا اللہ کی صفت یعنی کلام نے اوّلین مخلوق کی صورت اختیار کر لی اور یہ اوّلین مخلوق ایک نورِ بسیط تھا اس نورِ بسیط سے بعد ازاں ملائکہ اور ارواحِ انسانیہ پیدا ہوئے ہیں۔یہ تنزل کا پہلا مرحلہ تھا...... ملائکہ اور ارواحِ انسانیہ جس عالم میں ہوئی ہے اسے ڈاکٹر صاحب ' عالم امر' یا ' عالم نور' کا نام دیتے ہیں اور اسے زمان ومکان سے ماوراء قرار دیتے ہیں......

تنزل کے دوسرے مرحلہ میں ڈاکٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور کلمہ ' کن' کہا جس سے اس نورِ بسیط کا ایک حصہ نار یعنی آگ میں تبدیل ہو گیا جسے ہم آگ کا ایک بڑا گولہ کہہ سکتے ہیں،اور اس بڑے آتشی گولے کی پیدائش کو ڈاکٹر صاحب زمان ومکان کی

پیدائش کا نقطہ آغاز قرار دیتے ہیں۔ان کے موقف کے مطابق اس آتشیں گولے سے جنات پیدا کئے گئے......ڈاکٹر صاحب دوسرے تنزل میں پیدا شدہ مخلوق کے عالم کو'عالم خلق' کا نام دیتے ہیں اور اس عالم کی اشیاء میں ان کے ہاں زمان و مکان کی محدودیت کا تصور موجود ہے......تنزلات کے تیسرے مرحلہ میں ڈاکٹر اسرار احمد کے ہاں اس آتشیں گولے سے علیحدہ ہونے والے آتشیں کرے ٹھنڈے پڑ گئے اور ان کروں میں سے ایک ہماری زمین بھی ہے۔ جب اس زمین کے کرے کی گرمی اوپر کو نکلتی ہے تو اس گرمی نے بخارات کی صورت اختیار کرتے ہوئے بادلوں کی صورت اختیار کرلی اور موسلا دھار بارشیں شروع ہو گئیں۔ان بارشوں کے پانی اور زمین کی مٹی کے امتزاج سے حکم الٰہی کے سبب' زمین پر حیات کا آغاز ہوا۔ جمادات سے نباتات اور نباتات سے حیوانات اور حیوانات سے حیوانِ آدم اور حیوانِ آدم میں روح کے پھونکے جانے سے پہلا انسان پیدا ہوا (انتہیٰ)

<u>تبصرہ:</u>

حافظ محمد زبیر نے اپنی تحریر ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود کو بیان کرنے کے لیے جو مثال دی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں:

> اس کی بہترین تعبیر مناظر احسن گیلانی نے اپنی کتاب ''الدین القیم'' میں کی ہے:
> ''خالق اور مخلوق میں نسبت کو یوں سمجھئے کہ کسی شے کا تصور اپنے ذہن میں قائم کیجیے۔فرض کیجیے آپ نے تاج محل دیکھا ہے۔اب آپ تاج محل کا تصوز اپنے ذہن میں لائیے۔آپ کے ذہن میں یہ تصور آپ کی توجہ سے قائم ہے آپ کی توجہ مذکور رہے گی۔یہ تصور ذہن میں رہے گا۔جیسے ہی توجہ ہٹے گی اس کا کوئی وجود باقی نہیں رہے گا۔وہ ختم ہو جائے گا۔یہ جو آپ کی ذہنی تخلیق ہے آپ ہی اس کے نیچے بھی ہیں، اوپر بھی، اول بھی ہیں اور آخر بھی۔اس کا اپنا تو کوئی وجود ہے ہی نہیں۔وجود تو درحقیقت آپ کا ہے۔یہ آپ کا ایک تصور ہے جو آپ نے اپنے ذہن کے اندر تخلیق کیا ہے۔بالکل یہی تعلق ہے اس کائنات اور خالق کا۔یہ

کائنات کوئی علیحدہ شے نہیں ہے گویا اس کا اپنا کوئی وجود نہیں ہے۔''

یہی مثال ڈاکٹر اسرار صاحب مناظر احسن گیلانی کے حوالے سے اپنے عقیدے کی تائید میں لائے ہیں۔ دیکھیے شرح سورہ حدید' صفحہ:۵۲۔

معلوم ہوا ڈاکٹر صاحب ابن عربی سے نتیجہ کے اعتبار سے کچھ مختلف نہیں ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ابن عربی کے حوالہ سے عقیدہ وحدۃ الوجود کی وضاحت کرتے ہوئے جو کچھ بیان کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

''توحید وجودی کی ایک دوسری تعبیر بھی ہے' جو ابن عربی کی ہے۔ اور یہ بہت زیادہ دقیق تعبیر ہے' اس لیے کہ Pantheism اور ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود میں بہت باریک سا فرق ہے' جسے عام انسان کے لیے ملحوظ رکھنا آسان نہیں ہے۔ ابن عربی کا نظریہ یہ ہے کہ خالق اور کائنات کا وجود تو ایک ہی ہے' ماہیت کے اعتبار سے کائنات عینِ وجود باری ہے' لیکن جہاں تعین ہو جاتا ہے وہاں وہ غیر ہو جاتا ہے۔ جیسے سائنس آج ہمیں بتاتی ہے کہ تمام اجسام Atoms کے بنے ہوئے ہیں۔ Atoms سے مالیکیول بنے ہیں اور ان سے مختلف چیزیں وجود میں آئی ہیں۔ ایٹم کی مزید تقسیم کریں تو Electrons اور Protons ہیں' پھر اس سے بھی چھوٹے Photons ہیں۔ اور حقیقت میں تو کچھ ہے ہی نہیں' صرف Electric Currents ہیں۔ انہی Electric Currents نے جو خاص شکل اختیار کی تو وہ شے وجود میں آگئی۔ آپ کو یہ ہال خالی نظر آ رہا ہے مگر یہ خالی تو نہیں ہے' اس میں ہوا ہے' جو ہائیڈروجن اور آکسیجن کا مغلوبہ ہے اور اس کے اندر وہ سارے ایٹم لطیف صورت میں موجود ہیں۔ مختلف اشیاء میں مختلف Formations میں ایٹم موجود ہیں۔ چنانچہ ماہیت کے اعتبار سے اس گھڑی اور عینک میں کوئی فرق نہیں' یہ انہی ایٹموں کی مختلف تراکیب ہیں۔ لیکن جب ایک خاص فارمولے کے تحت Conglomeration of Atoms نے

یہ شکل امتیاز کی تو یہ ایک دوسرے کا غیر ہیں۔لہٰذا جہاں کسی وجود یا کسی ہستی کا تعین آ گیا وہ ذاتِ باری تعالیٰ کا غیر ہے' اس کا جزو نہیں ہے' لیکن ماہیت وجود مشترک ہے۔کل کائنات کے اندر وجود ایک ہی ہے اور وہ ذات باری تعالیٰ کا ہے۔اس کو کہا گیا ہے ''وحدت الوجود'' یعنی وجود کا ایک ہونا۔'' ❶

شیخ ابو عمر عبد العزیز النورستانی رئیس الجامعۃ الاثریۃ چمکنی پشاور محترم حافظ زبیر صاحب کے جواب میں فرماتے ہیں:

''ڈاکٹر صاحب جب متکلمین کے اس غیر شرعی متفقہ فیصلہ جو (لاعین ولاغیر ہے) کو بسو چشم تسلیم کرتے ہیں اور اسکا منطقی نتیجہ نکالتے ہیں کہ (یہ کائنات نہ اللہ کا عین ہے اور نہ اللہ کا غیر ہے۔یعنی (من وجه عین ومن وجه آخر غير) ایک اعتبار سے یہ (کائنات) عین ہیں اور ایک اعتبار سے غیر ہیں ماہیت وجود میں اتحاد ہے لیکن اور جہاں بھی تعین ہوگا اور مختلف چیزوں کا وجود مان لیا جائے گا تو وہ (کائنات) اللہ کا غیر ہے۔'' ❷

اس کا مطلب ڈاکٹر صاحب کے نزدیک یہ ہوا کہ ماہیت وجود میں اللہ اور کائنات میں اتحاد ہے یعنی اللہ اور کائنات ایک ہیں اور وجود خارجی میں الگ الگ ہیں۔ اب یہ نکتہ جو ڈاکٹر صاحب پیش کرتے ہیں قرآن کی کس آیت کی بنا پر؟ یا کس حدیث کی بنا پر؟ نیز ڈاکٹر صاحب یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ:

''کائنات میں جو کچھ موجود ہے وہ محض وہم یا خیال ہے یہ آئینوں میں نظر آنے والے عکس ہیں یا سائے ہیں حقیقت میں تو صرف ذات باری تعالے کا وجود ہے اور کوئی شے حقیقتاً موجود نہیں ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے۔'' ❸

اس واضح بیان اور اقرار کے ساتھ کائنات کا وجود ماننا تناقض کے علاوہ اور کچھ نہیں

---

❶ سورۃ الحدید کی شرح، ص٥٤.   ❷ امّ المسبحات، ص: ٩٤.

❸ ام المسبحات، ص٨٧ ونظریہ وحدت الوجود اور ڈاکٹر اسرار احمد، ص: ٩.

کیونکہ جب یوں کہہ کر کہ: کائنات میں جو کچھ موجود ہے وہ محض خیال ہے...... ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے،، کائنات کے وجود کی نفی کی پھر لیکن کیساتھ اثبات کر رہے ہیں یہ تناقض نہیں تو اور کیا ہے کائنات میں خود ڈاکٹر صاحب بھی تھے گویا کہ ڈاکٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ میرا وجود محض خیال و وہم ہے میں ہر چند کہوں کہ ہوں نہیں ہوں اس واضح امر میں ڈاکٹر صاحب کے موقف سمجھنے نہ سمجھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جو عقیدہ ڈاکٹر صاحب نے پیش کیا ہے بعینہ تلمسانی کا عقیدہ ہے۔ خلیل ہراس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((ذهب التلمساني الى ان الوجود كله شيء واحد في نفسه لاتكثّر ولاتعدد فيه اصلا وهذه الكثرة التي نراهابأعيننا او نتخيله في نفوسنا لاحقيقة لها بل هي اغلاط الحس الذي قد يرى الشيء الواحدكثيرا والوهم الذي قد يتخيل الصورة الواحدة صورا متعددة وذلك الغلط في الحس والوهم من طبيعة الانسان.)) [1]

اس کھلی حقیقت کے باوجود پھر ابن عربی اور ڈاکٹر صاحب کے نظریہ میں جوہری فرق بیان کرنا یا دونوں کے نظریہ وحدت الوجود کے لئے سات یا ستر نکتہ ہائے فرق بیان کرنا صرف ضیاع وقت کے علاوہ اور کچھ نہیں کیوں کہ وحدت الوجود کے قائلین خواہ وہ اللہ کی ذات سے تنزلات ثابت کریں یا اللہ تعالےٰ کے جمیع صفات میں سے صرف صفت کلام سے تنزل ثابت کریں جتنی بھی ان کی عبارات مختلف ہوں اور جتنے بھی ان کے ظاہر کلام الگ الگ ہوں انکا مقصد ان کے کلام کا حاصل ایک ہی ہے وہ یہ کہ ''حقیقت میں تو صرف باری تعالیٰ کا وجود ہے اور کوئی شے حقیقتاً موجود نہیں ہے ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے۔''

وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم

❁❁❁❁

---

[1] شرح النونية للخليل الهراس: ٦٢-٦٣

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وضاحت انتہائی ضروری ہے کہ ڈاکٹر اسرار احمد کی وفات کے بعد ان کی تحریر کا رد اس لیے شائع کیا جا رہا ہے کہ تنظیم اسلامی نے ڈاکٹر اسرار احمد کے نظریہ وحدۃ الوجود کو اپنے نصاب میں شامل کر رکھا ہے انجمن خدام القرآن سندھ کراچی نے مطالعہ قرآنِ حکیم کا منتخب نصاب حصہ ششم شائع کیا ہے جس میں وحدۃ الوجود کے شرکیہ عقیدہ کا کھل کر اظہار ہے علاوہ ازیں مکتبہ خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی سورۃ الحدید کی تفسیر کی آڈیو ،ویڈیو، سی ڈی ،کیسٹ اور کتاب کی تشہیر کر رہا ہے۔ جس میں وحدۃ الوجود کا کفریہ عقیدہ موجود ہے۔ پھر ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کی محبت و تعظیم کئی ایک کو اس عقیدہ کو شرک قرار دینے سے روکے ہوئے ہے۔ اگر وہ اسے شرک مان بھی لیتے ہیں تو یہ کہا کرتے ہیں کہ یہ ڈاکٹر صاحب کا فلسفہ ہے عقیدہ نہیں۔ تنظیم اسلامی اور خدام القرآن کی طرف سے اس نظریہ کی تشہیر کے بعد یہ ضروری ہے کہ اس نظریہ کا احسن انداز میں رد کیا جائے تا کہ ابن عربی اور ان سے متاثر قائلینِ وحدۃ الوجود کی تحریرات اتنی بدنام ہو جائیں کہ کسی سلیم الفطرت کا ان کتب سے متاثر ہو کر گمراہ ہونے کا کوئی امکان ہی باقی نہ رہے۔

دعا گو : ڈاکٹر سید شفیق الرحمن

فہمِ سلف سے وابستہ، منہجِ اہلِ سُنّت کا داعی

منبر التوحید والسنۃ

A-40 نور الحق کالونی، بہاولپور، فون: 0344-4762077

www.eemanway.org

ڈسٹری بیوٹرز

مسجد توحید عقب سوڈیوال کوارٹرز ملتان روڈ لاہور

الحرم پبلیکیشنز

B-3 اقرا سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور۔

042-37241053, 0300/0322-4814274